جلد ۵ | ۲۶/۳ مارچ ۱۹۱۸ء | سه شنبه / شنبه | مطابق ۱۲/۱۶ جمادی الثانی ۱۳۳۶ھ | نمبر ۷۷-۷۸

مدینة المسیح

خدا کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت رو بصحت ہے گذشتہ ہفتہ میں دو تین روز بارش خوب ہوگئی ہے۔

میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق نے ان ہتک آمیز الفاظ کی بنا پر جو میاں نبی بخش صاحب سب پوسٹ ماسٹر قادیان نے اپنی تحریروں میں ان کی نسبت استعمال کئے تھے ہتک عزت کا دعویٰ دائر کر دیا ہے۔

جناب حافظ روشن علی صاحب۔ جناب میر قاسم علی صاحب۔ اور جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی غوث گڈھ ریاست پٹیالہ میں احمدیہ جلسہ کی تقریب پر بھیجے گئے ہیں۔

۱۲ مارچ سے ۲۰ مارچ تک ایک کے قریب مہمانوں کی فہرست ہمارے پاس پہنچی ہے۔ چونکہ گذشتہ ہفتہ کی فہرست نہیں بھیجی گئی

اخبار احمدیہ

انجمن احمدیہ بصرہ

انجمن مذکورہ کے سکرٹری صاحب اطلاع دیتے ہیں۔ کہ یہاں پر تبلیغ کے لئے کوشش ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ایک صاحب کو جو عربی فارسی میں خوب تقریر کر سکتے ہیں سلسلہ حقہ میں داخل ہونے کی توفیق دی ہے۔ ان کا نام منشی سید عبد السلام شاہ صاحب ہے۔ آپ پشاور کابلی دروازہ محلہ آسیا کے رہنے والے ہیں۔ پشتو ان کی اپنی زبان ہے۔ خدا تعالیٰ ان کو استقامت دے

کلکتہ میں تبلیغ

برادرم محمد نواز خاں صاحب نمبر ۶ لور سرکلر روڈ ڈاکخانہ انٹالی کلکتہ سے لکھتے ہیں کہ یہاں تبلیغ کی بہت ضرورت ہے، عام طور پر لوگ احمدیت سے ناواقف ہیں۔ یہ شہر چونکہ نہایت وسیع ہے۔ اس لئے یہاں ضرورت ہے کہ ٹریکٹ اور اشتہارات کے ذریعہ تبلیغ کی جائے۔ کچھ ٹریکٹ تقسیم کئے گئے۔ ان کا اثر مفید ثابت ہو رہا ہے۔ جن احباب کے پاس تبلیغ سلسلہ کے متعلق ٹریکٹ ہوں وہ مندرجہ بالا پتہ پر بھیجدیں۔ اور اگر قیمتاً دینا چاہیں تو خط و کتابت سے قیمت کا فیصلہ کر لیا جائے۔

بیعت خلافت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

خاکسار نے ۱۹۰۲ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تھی۔ اور بعدہٗ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے بھی کی تھی۔ مگر عرصہ سے آپ سے جدا رہا ہوں۔ اب آپ کے ہاتھ پر تجدید بیعت کر کے داخل بیعت خلافت ہوتا ہوں۔ حضور بیعت قبول فرما کر دعا فرمادیں کہ خداوند عالم عاقبت محمود گرداند۔ نیز میری اہلیہ کی بھی بیعت قبول فرمادیں۔

محمد کاظم مستری موضع کاکشالی۔ شہر پشاور

درخواست دعا

مکرم جناب سید حافظ عبد الوحید صاحب کی اہلیہ صاحبہ اور برادر محمد خورشید صاحب اکال گڈھ کی ہمشیرہ صاحبہ بیمار ہیں ان کی صحت کے لئے۔ پیرزادہ غلام غوث صاحب قریشی ساکن موضع گولیکی جو بعض ابتلاؤں میں ہیں۔ اور برادر مولوی محمد عبد العزیز بھینی شرقپور کے لئے بھی دعا کی جائے۔

نماز جنازہ

قاضی نور محمد صاحب قادیانی کے ماموں قاضی چراغ الدین صاحب احمدی اور برادر شیر محمد صاحب بھینی فوت ہوگئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔

علاقہ کٹک میں اشاعت احمدیت

الفضل کے کسی گذشتہ پرچہ میں ان پر دردمظالم و تکالیف کو جو غیر احمدیوں کی طرف سے احمدیان کٹک کو پہنچ رہی ہیں۔ انھیں میں سے ایک کی زبانی بیان کیا گیا تھا۔ جس نے یہ بھی لکھا تھا۔ کہ

”کٹک میں قادیانیوں کے ساتھ جو برتاؤ اب برتا جاتا ہے۔ اگر چند سے اس کی نگہداشت کی جائے تو امید ہے کہ مذہب میرزائی سمٹ بوریا بدھنا یہاں سے غائب ہو جائیگا“

یہ الفاظ اس وقت منہ سے نکلے گئے تھے جبکہ احمدیان کٹک کو طرح طرح سے دکھ دیا جا رہا۔ اور ان کو مشکلات و مصائب میں مبتلا کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا جا رہا تھا۔ اور سمجھ لیا گیا تھا۔ کہ ہمارے ظلم و ستم اور جور و جفا سے ”مذہب میرزائی سمٹ بوریا بدھنا یہاں سے غائب ہو جائیگا“ لیکن ان کا یہ خیال اسی طرح غلط اور نادرست تھا جس طرح ہر ایک نبی کے مخالفین کا یہ خیال غلط ثابت ہوتا چلا آیا ہے کہ ہم اپنی جفاکاری اور ستم شعاری سے اس مدعی نبوت کے ماننے والوں کو صفحہ دنیا سے مٹا کر اس کے سلسلہ کو نابود کر دیں گے۔ بھلا کبھی ممکن ہے کہ وہ نور جسے خدا نے بھیجا اسی دنیا کے کیڑے اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا سکیں اور وہ روشنی جو خدا کی طرف سے آئے اسے ظلمت پسند ہستیاں گل کر سکیں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس نور اور روشنی کے بجھانے کے لئے جس قدر زیادہ کوششیں کی جاتی ہیں۔ اسی قدر وہ زیادہ بڑھتی اور چمک دکھاتی ہے۔ اور دنیا کی کوئی طاقت اسے روک نہیں سکتی۔ چونکہ اس زمانہ میں احمدیت ہی وہ نور ہے۔ جسے خدا تعالےٰ نے دنیا کو راہ راست دکھانے کے لئے بھیجا ہے اس لئے یہ ناممکن ہے کہ اس کی شعاعیں ظالموں کے ظلم و ستم کی دیوارسے رک سکیں۔

چنانچہ اسی علاقہ کٹک کے متعلق دیکھ لیجئے جہاں احمدیت کے خلاف ایڑی چوٹی تک کا زور لگایا جا رہا ہے۔ اور ظلم و ستم کو اس حد تک پہنچا دیا گیا ہے۔ کہ جس سے احمدیت کے مٹنے کا انھیں پورا یقین ہو چکا ہے۔ لیکن کیا وہاں سے احمدیت مٹ گئی ہے۔ مٹنا تو الگ رہا کیا وہاں اشاعت احمدیت کو ہی کوئی نقصان پہنچا ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ خدا کے فضل و کرم سے خوب ترقی ہو رہی ہے۔ اور اسی پرچہ میں کٹک کے قرب وجوار سے قریباً ایک سوا ایسے اصحاب کے نام شائع کئے جا رہے ہیں جنہوں نے حال ہی میں بیعت کی ہے۔ اور سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں۔ کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ احمدیت ایک ایسی زبردست صداقت ہے جو کسی سے دب نہیں سکتی ہے۔ اور نہ کوئی اسے روکنے کی طاقت رکھتا ہے۔ کاش اسی ایک نشان پر ہمارے مخالفین غور کریں۔ کیونکہ یہ بات خدائی سلسلہ کے سوا اور کسی میں ہرگز نہیں پائی جاتی۔ کہ باوجود مخالفین کی سرتوڑ کوششوں کے دن بدن آگے ہی آگے بڑھتا چلا جائے۔ اور کوئی روک اس کے لئے سد راہ نہ ہو سکے۔ دیکھو اس وقت ظاہری ساز و سامان کے لحاظ سے احمدیوں کو اپنے مخالفین پر کسی قسم کی فوقیت ہونی تو اور بات ہے۔ مساوات بھی حاصل نہیں۔ بلکہ بہت کمی ہے۔ لیکن باوجود اس کے کامیابی انھیں کو حاصل ہو رہی ہے۔ جو ثبوت ہے اس بات کا کہ ان کے ساتھ خدا کا ہاتھ ہے۔ اور یہ سلسلہ خدا کا قائم کردہ سلسلہ ہے۔

جنگ کی بقیہ خبریں

۷۵ میل کے فاصلہ سے پیرس پر گولہ باری

پیرس کا ایک اور تار مظہر ہے کہ فاصلہ دراز سے ہر پاؤ گھنٹہ کے بعد پیرس پر گولہ باری کرنے کی کارروائی۔ آج صبح پھر شروع ہو گئی ہے۔ یہ توپ فرانسیسی لائن سے پرے ۱۲۔ کیلو میٹر ۱/۲ ۷ میل اور پیرس سے ۱۲۰ کیلو میٹر (۷۵ میل) کے فاصلہ پر واقع ہے۔ آج ۱/۲ ۱۰ بجے صبح تک ۱۷ گولے پڑ چکے ہیں نقصان بہت کم ہوا ہے۔ گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ فاصلہ دراز کی گولہ باری کے باوجود زندگی کے معمولی کاروبار بشمول انتظامی جذبات کے زیر شٹیشنوں اور ٹرامویز کی آمد و رفت بدستور جاری رہیگی۔ بازاروں میں اجتماع عام کی ممانعت کر دی گئی ہے۔

۷۹ ڈویژن مصروف پیکار

لنڈن ۲۵۔ مارچ پیرس ایک نیم سرکاری اعلان مظہر ہے کہ پہلے دن غنیم نے جو جارحانہ کارروائی کی تھی۔ اس میں ۴۰ ڈویژن ہمارے مقابلہ پر تھے۔ مگر اس وقت ۷۹ ڈویژن ہمارے ساتھ مصروف پیکار ہیں۔ اور ابھی اور فوج آرہی ہے۔ ان میں سے غنیم کی آدھی فوج برطانیوں کے مقابلہ پر ہے۔

جنگ کی کمان قیصر کے ہاتھ

لنڈن ۲۴ مارچ اس جنگ میں یہ پہلا موقع ہے کہ جرمنی کی سرکاری رپورٹ میں کل قیصر کے فوجی کمان اپنے ہاتھ میں لینے کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور لکھا گیا ہے کہ جرمن ولیعہد روپرسٹ وائی افواج نے اسیران جنگ گرفتار کئے۔ اس سے اتحادی پایہ تختوں کی اس رائے کی تصدیق ہوتی ہے۔ کہ قیصر نے اس جنگ پر اپنے تمام ملک و قوم کی بازی لگا دی ہے۔ اور وہ اس سے اپنے خاندان کے لئے فتح کی شان و شوکت حاصل کرنے کی توقع رکھتا ہے۔

ہر جگہ غنیم کو روک دیا گیا۔

لنڈن ۲۴۔ مارچ رپوٹر کا نامہ نگار برطانوی فوجی صدر مقام سے۔ اطلاع دیتا ہے کہ حالت موجودہ یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ ہم نے غنیم کو عملی طور پر تمام محاذ پر روک رکھا ہے۔ اگرچہ وہ نہایت شدت سے حملے کر رہا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۲۶ مارچ ۱۹۱۸ء

نومبائعین کے جعلی نام

اور

پیغام صلح ناکام

(نمبر اول)

الفضل کے ایک گذشتہ پرچہ میں پیغام صلح کے اس لغو اور بیہودہ الزام کے جواب میں کہ نومبائعین کی جو فہرستیں الفضل میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ ان میں بعض وقت جعلی نام لکھ دینے سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا۔ چیلنج دیا تھا کہ اگر پیغام صلح نے غلط بیانی اور دھوکہ دہی سے کام نہیں لیا۔ بلکہ واقعہ میں اسے بعض وقت ایسے معلوم ہیں۔ جن میں جعلی نام شائع ہوتے ہیں تو سامنے آئے۔ اور ان ناموں میں سے کم از کم ایک سو جعلی نام پیش کرے۔

اس کے جواب میں پہلے تو صرف ایک ایسے نام کو پیش کر کے اپنا پیچھا چھڑانے کی سعی لاحاصل کی گئی جس کے متعلق عرصہ ہوا جواب دیا جا چکا ہے لیکن اب بہت غور و فکر اور صلاح و مشورہ کر کے "الفضل کا چیلنج منظور" کرنے کا اعلان کیا گیا ہے مگر سوائے ان الفاظ کے کہ جو ہیڈنگ کے طور پر جلی لکھے گئے ہیں باقی جو کچھ لکھا گیا ہے۔ اس سے چیلنج کے منظور کرنے کا ہرگز پتہ نہیں ملتا بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ راہ فرار اختیار کرنے کے لئے ایک ایسی صورت نکالنے کی کوشش اور سعی کی گئی ہے جس سے لکھنے والے کی گھبراہٹ اور بے چارگی کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔ اور اس کے نومبائعین کے جعلی نام شائع کرنے کے الزام کی حقیقت کھل جاتی ہے۔ ان الفاظ کو ہم ذیل میں نقل کئے دیتے ہیں تاکہ ناظرین کرام خود آسانی کے ساتھ اس بات کا اندازہ لگا لیں۔ وہ الفاظ یہ ہیں کہ:۔

"آج ہم الفضل کے اس چیلنج کو بھی اس صورت میں منظور کرتے ہیں۔ کہ سو نام نہیں اپنی شائع کردہ کل فہرست ہائے نومبائعین۔ کل کے ناموں کے پورے پتے وہ شائع کر دے آج تک ان فہرستوں میں نام کے ساتھ پتہ کوئی نہیں ہوتا۔ صرف مقام یا ضلع میں رہتا ہے اسی کا نام ہوتا ہے پس کسے نہیں ان ساری فہرستوں میں سے کسی بھی سو نام پر اعتبار نہیں وہ ان سب ناموں کے ساتھ ان کے پورے پتے شائع کرے پھر ہم دیکھ لیں گے۔ کہ ان میں کہاں تک صداقت اور راستبازی کو دخل ہے اور ایسے جعلی ناموں کو انشاء اللہ الگ کر کے رکھ دیں گے۔" ۲۰ مارچ ۱۹۱۸ء

بجنبہٖ خود پیغام نے ہم سے یہ ایک ایسا مطالبہ کیا ہے جو نہایت ہی زبردست اور سنگین ہونے کے علاوہ لاجواب بھی ہے۔ لیکن اس کے ان الفاظ نے جن کو جلی کر دیا گیا ہے۔ دراصل اس کی اس دھوکہ دہی اور غلط بیانی کا جو اس نے نومبائعین کی فہرستوں کے متعلق پھیلانی چاہی تھی۔ تار و پود بکھیر گیا ہے۔ اور اس کی بیہودہ سرائی میں کسی قسم کا شک و شبہ باقی نہیں رہا۔ کیونکہ اس نے یہ مطالبہ ہم سے اس وقت کیا ہے جب کہ ہم نے اس کے اس الزام کے جواب میں کہ

"ان (حضرت خلیفۃ ثانی) کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں کی فہرستیں آئے دن چھپتی رہتی ہیں۔ جن میں سچ کی تمیز کا خیال تو گویا نصاب کو آتا ہی کیوں ہے۔ بعض وقت جعلی نام لکھ دینے سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا"

پیغام صلح ۲۳ مارچ

چیلنج دیا تھا کہ:۔

"وہ سامنے آئے۔ اور ان ناموں کو پیش کرے جن کے جعلی ہونے کا اس کے پاس ثبوت ہے"

الفضل ۱۲ مارچ

اب ہم پوچھتے ہیں کہ اگر اسے نومبائعین کی ساری فہرستوں میں سے کسی بھی سو نام پر اعتبار نہیں۔ یعنی اس کے نزدیک تمام کے تمام نام پایۂ اعتبار سے گرے ہوئے ہیں۔ تو پھر پہلے اس نے یہ کیوں لکھا تھا۔ کہ "بعض وقت جعلی نام لکھ دینے سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا" اس سے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کے نزدیک اکثر اوقات صحیح اور درست نام لکھے جاتے ہیں۔ ہاں "بعض وقت" جعلی ہوتے ہیں۔ لیکن اب کہا جاتا ہے۔ کہ کوئی نام بھی قابل اعتبار نہیں۔ کیا یہ دروغ گو را حافظہ نباشد کا ثبوت نہیں ہے اسی سے پیغام کے الزام کی حقیقت کھل جاتی ہے۔ لیکن اس کے علاوہ مندرجہ ذیل الفاظ خاص طور پر قابل توجہ ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ

"کل فہرستہائے نومبائعین کے ناموں کے پورے پتے شائع کر دو۔ پھر ہم دیکھ لیں گے کہ ان میں کہاں تک صداقت اور راستبازی کو دخل ہے۔ اور ایسے جعلی ناموں کو انشاء اللہ الگ کر کے رکھ دینگے۔" ہمیں اس ارشاد کی تعمیل میں کوئی عذر نہیں۔ اور ہم ہر وقت اس کے لئے تیار ہیں لیکن براہ کرم ہمیں یہ سمجھا دیا جائے۔ کہ جب آپ کل نومبائعین کے پورے پتے شائع ہونے کے بعد یہ دیکھنے کی تکلیف گوارا فرمائیں گے۔ کہ "ان میں کہاں تک صداقت اور راستبازی کو دخل ہے" اور اس وقت "آپ جعلی ناموں کو الگ کر کے رکھ دینے کی مشقت برداشت کرنے کے قابل ہونگے۔ تو پھر آپ نے پہلے ہی کس منہ سے یہ لکھ دیا تھا۔ کہ "بعض وقت جعلی نام لکھ دینے سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا" اگر یہ لکھتے وقت غلط بیانی اور دھوکہ دہی کو کام فرمایا تھا۔ تو خیر۔ یہ آپ کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ لیکن اگر کسی ثبوت کی بنا پر لکھا تھا۔ تو پھر اب کل نومبائعین کے پورے پتے شائع

کرانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ جس ذریعے سے آپکو "بعض وقت" جعلی ناموں کے شائع کرانے کا ثبوت بہم پہنچا ہے۔ اسی ذریعہ سے فہرستہائے نومبائعین کے جعلی ہونیکا ثبوت مہیا کریجیے۔ یہ تو آپ خود مانتے ہیں کہ الفضل میں نومبائعین کی جو فہرستیں شائع ہوتی ہیں۔ "آج تک ان فہرستوں میں نام کے ساتھ پتہ کوئی نہیں ہوتا۔ صرف مبائع جس ضلع میں رہتا ہے۔ اسی کا نام ہوتا ہے" پس جب آپ اس صورت میں بھی اس بات کا ثبوت بہم پہنچا چکے ہیں۔ اور ہم پہنچا ہی نہیں سکتے۔ بلکہ پہنچا چکے ہیں کہ "بعض وقت" جعلی نام شائع کئے جاتے ہیں۔ تو پھر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے عہد سعادت مہد کے کل نومبائعین کے ناموں کا معہ پورے پتے کے شائع کرنا جو خدا کے فضل وکرم سے کئی ہزار تک پہنچے ہوئے ہیں۔ اور تمام غیر مبائعین سے بہت زیادہ ہوں۔ ایک عبث حاصل اور بے فائدہ دردسری ہے۔ ہاں اگر پیام یہ اعلان کردے کہ جب تک تمام نومبائعین کی فہرستوں کو مع ان کے پورے اور مکمل پتے کے نہ شائع کیا جائے اس وقت تک کسی جعلی نام کے شائع کرانے کا ثبوت دینے کے لئے ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ اور پہلے جو یہ لکھا گیا ہے کہ بعض وقت جعلی نام شائع کرانے سے دریغ نہیں کیا جاتا ہے یہ بالکل جھوٹ اور غلط ہے۔ اور ہم اس غلط بیانی کو واپس لیتے ہیں۔ تب ہم کل نومبائعین کی فہرست پیش کرنے کی درخواست کو کسی قدر معقول سمجھیں گے۔ لیکن جب تک ایسا نہ کیا جائے۔ اس وقت تک پیام کو کوئی حق نہیں ہے۔ کہ کل فہرست کا مطالبہ کرے۔ پس اگر پیام کو حق پسندی سے کچھ بھی تعلق ہے تو مذکورہ بالا دونوں باتوں میں سے جس کو چاہے اختیار کرے آئندہ نمبر میں ہم انشاء اللہ بتائیں گے۔ کہ کل فہرست کے شائع کرنے کا مطالبہ کرنے کی تہ میں کیا راز ہے۔

مسلمان عورتوں کا عہدنامہ

تعدد ازدواج کے خلاف

۳-۴ مارچ کو آل انڈیا مسلم لیڈیز کانفرنس کا پانچواں اجلاس جو لاہور میں ہوا ہے۔ اس کی مختصر روئداد ۲۲ مارچ کے ستارہ صبح میں شائع ہوئی ہے۔ جس سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اور ریزولیوشنز کے علاوہ ایک ریزولیوشن کثرت ازدواج کے خلاف پیش کیا گیا جس کے متعلق مندرجہ ذیل عہدنامہ لکھ کر مستورات نے اپنے دستخط ثبت کئے۔ کہ:-

"ہم مستورات اپنی بیٹیوں۔ بہنوں۔ اور ایسی رشتہ داروں کی شادی کسی ایسے شخص کے ساتھ نہ کرینگی۔ جس کی ایک بیوی زندہ موجود ہوگی"

یہ ہے صاحب علم وکمال مستورات کا تازہ کارنامہ جنہوں نے موجودہ تہذیب کی گود میں پرورش پائی ہے اور جو اس زمانہ میں اپنے آپ کو خاتونان اسلام کا کامل نمونہ قرار دیتی ہیں۔ آہ کیسا رنج کا مقام اور شرم کی جگہ ہے۔ کہ عورتیں بھی علی الاعلان احکام اسلام کے خلاف آواز اٹھانے کی جرأت کر رہی ہیں۔

اگرچہ اس وقت تک اس قسم کے بہت سے واقعات رونما ہو چکے ہیں۔ کہ مسلمان کہلانے والے مردوں نے علی الاعلان اسلامی احکام پر ہنسی اڑائی۔ انہیں لغو اور بیہودہ قرار دیا۔ ان کے خلاف کرنے کو جائز اور روا سمجھا۔ لیکن مسلمان کہلانے والی عورتوں کی طرف سے ابھی تک کوئی اس قسم کا کلمہ سننے میں نہیں آیا تھا مگر اب اس کسر کو "مسلم لیڈیز کانفرنس" کی مہذب تعلیم یافتہ اور نئی روشنی سے منور شدہ خواتین نے پورا کر دیا ہے۔ اور تعدد ازدواج کے خلاف عہدنامہ لکھ کر ثابت کر دیا ہے کہ وہ بھی اپنے مردوں سے پیچھے نہیں ہیں۔ بلکہ خدا تعالےٰ کے احکام کو نعوذ باللہ لغو اور بیہودہ قرار دینے کے لئے وہ ہر وقت تیار آمادہ ہیں۔

کاش ان کے دل میں اسلام کی کچھ عزت وتوقیر ہوتی تاوہ خدا تعالےٰ کے اس صریح اور واضح ارشاد کے خلاف جس میں اس نے مردوں کو دو دو تین تین اور چار چار بیویاں کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور مجبوری کی حالت میں ایک کی اجازت دی ہے۔ یہ عہدنامہ مرتب کرتیں کہ ہم مستورات اپنی بیٹیوں۔ بہنوں۔ اور ایسی رشتہ داروں کی شادی کسی ایسے شخص کے ساتھ نہ کریں گی۔ جس کی ایک بیوی زندہ موجود ہوگی کیونکہ خدا تعالیٰ مردوں کو حکم فرماتا ہے فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلٰث وربٰع فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ۔ کہ اے مردو عورتوں میں سے جو تمہیں پسند آئیں ان سے نکاح کرو۔ دو دو تین تین اور چار چار کے ساتھ لیکن اگر ان میں عدل کرنے سے ڈرو۔ تو ایک ہی سے کرو اس ارشاد خداوندی سے صاف ظاہر ہے کہ اگر کوئی شخص ایک سے زیادہ عورتوں میں عدل قائم رکھنے کی اہلیت رکھتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ ایک سے زیادہ عورتوں سے نکاح کرے۔ ہاں اگر عدل کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تب ایک سے نکاح کرے۔ خدا تعالےٰ کے اس صریح ارشاد کے ہوتے ہوئے تعدد ازدواج کے خلاف عہدنامے لکھنا اگر خدا تعالےٰ کے احکام کو بہ نظر تحقیر دیکھنا اور اسلام کے خلاف چلنا نہیں تو اور کیا ہے۔ اس قسم کا عہدنامہ لکھنے والی مستورات کو چاہیے۔ کہ وہ ان لوگوں پر نظر کریں جنہوں نے خدا تعالےٰ کے احکام کو پس پشت ڈال کر اپنی خواہشات کو پیش کیا انہیں اس میں کہاں تک کامیابی ہوئی کہ یہ کامیاب ہو جائینگی۔

کیسے تعجب کی بات ہے کہ آجکل جب کہ خدا تعالےٰ کا زبردست ہاتھ ان لوگوں سے تعدد ازدواج کا اقرار کرا رہا ہے۔ جن کی مذہبی روایات اس کے سخت مخالف ہیں اسلام کا دعویٰ کرنیوالی عورتیں اس کے خلاف آواز اٹھا رہی ہیں۔ اگر وہ اس معاملہ میں اپنی پوزیشن پر ہی غور کرتیں کہ اپنی بیٹیوں اور بہنوں اور دیگر رشتہ داروں کے نکاح کے متعلق مذہبی طور پر ان کو کس قدر اختیار حاصل ہے۔ تو اس قسم کا عہدنامہ مرتب کرنے کی جرأت نہ کرتیں۔

نبوت مسیح موعود علیہ السلام

مندرجہ ذیل مضمون جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مولوی فاضل نے ۱۰۔ مارچ موضع بدوملی کے اس جلسہ میں پڑھا۔ جو غیر مبائعین سے اختلافی مسائل پر مباحثہ کرنے کے لئے منعقد کیا گیا تھا۔ ایڈیٹر۔

برادران السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس وقت ہمارے اور غیر مبائعین کے درمیان بعض اہم مسائل میں تنازعہ واقعہ ہوا ہے۔ جس کے فیصلے کے لئے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب ہی کو حکم ٹھیراتا ہوں۔ کیونکہ حضرت اقدس تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۱ کے حاشیہ پر فرماتے ہیں۔

جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے۔ وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے۔ اور ہر ایک حال میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے۔ اور ہر ایک تنازع کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا۔ اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤگے پس جانو کہ وہ مجھ سے نہیں ہے۔ کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں عزت سے نہیں دیکھتا۔ اس لئے آسمان پر اس کی عزت نہیں ؎

پس اس تحریر کے مطابق ہم دونوں فریقوں کو حضرت صاحب کے فیصلہ کے آگے سر جھکا دینا چاہئے۔

سب سے بڑا مسئلہ

ان متنازعہ فیہ مسائل میں سے سب سے بڑا مسئلہ مسئلہ نبوت ہے۔ کیونکہ اس کے فیصلہ ہو جانے سے دیگر مسائل بھی ساتھ ہی فیصلہ ہو جاتے ہیں۔ اس لئے میں سب سے پہلے اسی مسئلہ پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ مگر قبل کچھ تحریر کرنے کے یہ بتا دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ ہمارا اور غیر مبائعین کا۔ اس مسئلہ میں کیا اختلاف ہے کیونکہ جب تک اصل اختلاف کا پتہ نہ لگایا جاوے۔ تب تک میری اس تقریر کو اچھی طرح سے سمجھنا شاید بعض حاضرین کے لئے کسی قدر مشکل ہو۔

مسئلہ نبوت میں کیا اختلاف ہے

سو یاد رہے کہ اس بات میں تو فریقین کا بالکل اختلاف نہیں کہ لفظ "نبی" کا حضرت اقدس پر بولا نہیں جا سکتا یا لفظ "نبی" حضرت صاحب نے اپنے لئے استعمال نہیں فرمایا یا آپ کے الہاموں میں وارد نہیں ہوا کیونکہ "جری اللہ فی حلل الانبیاء" "خدا کا رسول نبیوں کے حلوں میں" اور "ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ" ترجمہ "خدا وہ خدا ہے۔ جس نے اپنا رسول اور اپنا فرستادہ اپنی ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا" وغیرہ الہامات کے ہوتے ہوئے کس طرح کوئی جرأت کر سکتا ہے۔ کہ یہ کہدے کہ حضرت اقدس کے حق میں لفظ "نبی" کا نہیں بولا گیا۔ بلکہ اصل اختلاف "نبی" کے مفہوم میں واقع ہوا ہے۔

غیر مبائعین حضرت مسیح موعود کو کیسا نبی سمجھتے ہیں

چنانچہ ہمارے غیر مبائعین اصحاب فرماتے ہیں کہ حضرت اقدس انہی معنوں میں نبی یا رسول تھے۔ جن معنوں میں اس امت کے دوسرے مجدد بھی نبی اور رسول کہلا سکتے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں نبی اور رسول ہرگز نہ تھے۔ کیونکہ حقیقی نبوت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے۔ آپ کے بعد نہ کوئی پرانا نبی واپس آئیگا۔ اور نہ کوئی نیا نبی مبعوث ہوگا۔

اس میں شک نہیں کہ پہلی امتوں میں بعض عظیم الشان نبیوں اور رسولوں کے خلفاء حقیقی نبی اور رسول ہوتے رہے۔ لیکن اس امت کے خلفاء میں سے خواہ کوئی کتنا ہی عظیم الشان خلیفہ کیوں نہ ہو وہ حقیقی نبی۔ اور رسول نہیں ہو سکتا۔

مبائعین حضرت مسیح موعود کو کیسا نبی یقین کرتے ہیں

مگر ہمارے نزدیک حضرت اقدس شرعی اصطلاح میں بھی نبی اور رسول تھے۔ آپ انہی معنوں میں نبی تھے جن معنوں میں انبیاء سابقین تھے۔ یعنی جن امور کے پائے جانے کی وجہ سے گذشتہ انبیاء نبی کہلائے۔ وہ سب امور آپ میں پائے جاتے تھے۔ اور ان کے پائے جانے کی وجہ سے گذشتہ انبیاء نبی کہلائے۔ اور نیز آپ حقیقی معنوں کے لحاظ سے نبی تھے۔ اور نیز ختم نبوت کے یہ معنی نہیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ختم نبوت کا صرف اتنا مفہوم ہے۔ کہ کمالات نبوت نبی کریم صلعم پر ختم ہو چکے ہیں۔ اب کوئی شخص نبوت کے درجہ کو بغیر آپ کی کامل اتباع اور بغیر آپ کے فیض سے مستفیض ہوئے حاصل نہیں کر سکتا۔ اور اگرچہ اس امت میں پہلے کوئی ایسا خلیفہ نہیں ہوا جس کو نبی کا لقب دیا گیا ہو مگر مسیح موعود ایسے خلیفہ ہیں جن کو نبی کا لقب پانے میں مخصوص کیا گیا ہے۔

کون حق پر ہے

اب اس اختلاف کو مٹانے اور اس بات کو سمجھنے کے لئے کہ کونسا فریق حق پر ہے۔ مندرجہ ذیل امور کا فیصلہ ہو جانا ضروری ہے۔

(۱) نبوت کس کو کہتے ہیں۔

(۲) وہ کون سے امور ہیں جن کے پائے جانے سے کوئی شخص نبی کے لقب کو پانے کا مستحق بن جاتا ہے

(۳) کیا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی کے مفہوم کو شروع دعوے سے لے کر وفات تک ایک ہی سمجھتے رہے ہیں۔ یا کسی وقت اس مفہوم میں تبدیلی کر دی۔ کیونکہ یہی ایک بات ہے جس کے حل ہو جانے سے سارا اختلاف ہی حل ہو جاتا ہے۔

ہمارے نزدیک حضرت اقدس ۱۹۰۱ء سے پہلے نبوت کی کچھ اور تعریف فرمایا کرتے تھے۔ اور اس تعریف کی بنا پر جب کبھی آپ کے الہامات میں لفظ نبی کا آتا تو اس کی تاویل کر لیتے۔ اور اس کو جزوی نبی ناقص

نبی اور غیر نبی اور محدث وغیرہ قرار دے لیتے۔ لیکن اس کے بعد خدا تعالیٰ کی وحی کے ماتحت اس تعریف کو بدل دیا۔ اور اس تبدیلی کے ساتھ ہی اپنے آپ کو صریح طور پر نبی کے نام سے لکھنے لگے۔ اور لفظ جزوی۔ ناقص اور محدث اور غیر نبی کا اپنے نام سے ہٹا دیا۔ اور اگر کسی نے اس سے انکار کیا تو اس کو اچھی طرح سے ڈانٹا۔ اور اس کے نہ ماننے والے کو خدا سے لڑنے کے لئے کہا۔

مگر ہمارے غیر مبائع اصحاب اس تبدیلی کے قائل نہیں۔ بلکہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت اقدس نے جس طرح شروع میں اپنے آپ کو غیر نبی یا جزوی یا ناقص نبی کہا تھا۔ اسی طرح وفات تک کہتے رہے اور کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی۔

سو ذیل میں میں پہلے اس تعریف کو درج کرتا ہوں۔ جو حضرت اقدس ء ۱۹۰۱ سے پہلے سمجھا کرتے تھے۔ اور پھر بعد میں بتاؤنگا۔ کہ آیا اس میں کوئی تبدیلی ہوئی ہے۔ یا نہیں۔

حضرت مسیح موعود ۱۹۰۱ء سے پہلے نبی کی کیا تعریف کرتے تھے

۱۸۹۹ء میں حضرت اقدس کا ایک خط اخبار الحکم میں شائع ہوا ہے۔ جس میں کہ آپ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں۔ کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں۔ یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں۔ یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے۔ اور براہ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے ہوشیار رہنا چاہئے کہ اس جگہ بھی یہی معنی نہ سمجھ لیں۔ کیونکہ ہماری کتاب بجز قرآن کریم کے نہیں ہے اور ہمارا کوئی رسول بجز محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہے۔ اور ہمارا کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے۔ اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں۔ کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے"۔ الحکم جلد ۳۔ نمبر ۹۔ ۲۔ مارچ ۱۸۹۹ء

مندرجہ بالا تعریف سے یہ صاف پتہ لگتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے نزدیک اس وقت نبی کے لئے یہ ضروری تھا کہ یا تو وہ

(۱) کامل شریعت لاوے

(۲) یا سابقہ شریعت کے بعض احکام کو منسوخ کرے

(۳) اور براہ راست بغیر استفاضہ کسی نبی سابق کے خدا تعالےٰ سے تعلق رکھے۔

اس وقت حضرت مسیح موعود کے اپنے آپ کو نبی قرار نہ دینے کی وجہ

اور یہ ظاہر ہے کہ ان تینوں باتوں میں سے کوئی بات بھی آپ میں نہ پائی جاتی تھی۔ نہ تو آپ کوئی جدید کامل شریعت لائے تھے۔ اور نہ آپ نے شریعت سابقہ کے کسی حکم کو منسوخ کیا تھا۔ اور نہ آپ براہ راست بغیر استفاضہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالےٰ سے تعلق رکھتے تھے۔ اس لئے جب کبھی خداوند کریم آپ کو لفظ نبی سے پکارتے (تو آپ فوراً) اس کی تاویل کر دیتے۔ اور اس کو جزوی ناقص وغیرہ قرار دیکر لوگوں کو غلط فہمی میں پڑنے سے ہوشیار کر دیتے۔ جیسا کہ اسی مندرجہ بالا عبارت میں کیا ہے۔ ہر ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے تھوڑا سا فہم اور عقل سلیم عطا کی ہے بہت آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ کہ جب کہ آپ نبی کا یہ مفہوم سمجھا کرتے تھے۔ اور یہی وہ مفہوم تھا جو مسلمانوں میں عام طور پر مسلم تھا۔ تو پھر کس طرح آپ اپنے آپ کو نبی کہہ سکتے تھے۔ مگر ادھر قرآن اور احادیث میں اپنا نام نبی رکھا ہوا دیکھتے تھے۔ علاوہ ادھر اپنے الہامات میں پاتے تھے کہ خدا تعالیٰ نے بار بار لفظ نبی اور رسول کو استعمال فرمایا ہے۔ اور ادھر اپنے اندر وہ مفہوم متحقق نہیں پاتے تھے جو میں نے اوپر بیان کیا ہے۔ یعنی کامل شریعت کا لانا یا سابقہ شریعت کے کسی حکم کا منسوخ کرنا۔ یا براہ راست بغیر استفاضہ نبی کریم نبوت کے درجہ تک پہنچنا۔ کیونکہ آپ جو کچھ بھی حاصل کر رہے تھے۔ وہ سب نبی کریم کی طفیل اور آپ کے دامن کے ساتھ وابستہ ہونے کی وجہ سے ہی۔ اور آپ کی محبت میں گداز اور فنا ہونے سے ہی حاصل کر رہے تھے اس لئے آپ نے باوجود نبی ہونے کے۔ اور باوجود اپنے اندر نبوت کے حقیقی معنوں کے متحقق ہونے کے پھر بھی اپنے آپ کو غیر نبی ہی کہا۔ اور کہا کہ میرے لئے جو لفظ نبی کا استعمال ہوتا ہے وہ محدث کے معنی میں ہے۔

حضرت مسیح موعود کی نبوت کے خلاف غیر مبائعین کے حوالے اور ان کا جواب

ہمارے غیر مبائع اصحاب بھی اس زمانہ کے حوالوں کو سے کر جس زمانہ تک حضرت اقدس نبوت کی یہ تعریف سمجھا کرتے تھے۔ اور جس کی بنا پر حضرت اقدس نے نبوت سے انکار کیا ہے۔ اٹھ بیٹھے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ہم تو حضرت اقدس کو ہرگز نبی تسلیم نہیں کریں گے۔ اگرچہ وہ مفہوم حضور نے بدل ہی دیا ہو اب میں ذیل میں ان حوالوں کو درج کرتا ہوں جن سے صاف پتہ لگ جائیگا کہ حضرت اقدس نے اس تعریف کو بدل دیا۔ اور اپنے آپ کو حقیقی معنوں کے لحاظ سے نبی سمجھنے لگ پڑے۔ چنانچہ حضرت اقدسؑ براہین احمدیہ حصہ پنجم صہ ۱۳۸ پر تحریر فرماتے ہیں۔

"بعض کہتے ہیں کہ اگرچہ یہ سچ ہے۔ کہ صحیح بخاری اور مسلم میں لکھا ہے۔ کہ آنے والا عیسیٰ اسی امت میں سے ہوگا۔ لیکن صحیح مسلم میں صریح لفظوں میں اس کا نام نبی اللہ رکھا ہے۔ پھر کیونکر ہم مان لیں کہ وہ اسی امت میں سے ہوگا"

اب اس سوال کی عبارت سے صاف پتہ لگتا ہے کہ سائل کا مطلب یہ ہے کہ آپ عیسیٰ موعود نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ آپ نبی نہیں ہو سکتے۔ اس واسطے کہ اس امت میں نبی کا آنا خاتم النبیین کے خلاف ہے۔ جیسا کہ غیر مبائع اصحاب بھی کہتے ہیں۔ کہ کوئی نیا نبی آنحضرت کے بعد نہیں آ سکتا۔ اور عیسیٰ کا نبی اللہ ہونا ضروری ہے۔ اب اگر آپ پہلے اعتقاد پر ہی قائم ہوتے۔ کہ نبوت سے مراد

مراد محدثیت اور جزوی نبوت اور ناقص نبوت ہے۔ تو سائل کو جواب دیتے۔ کہ حدیثوں میں جو عیسیٰؑ کے لئے نبی کا لفظ آیا ہے۔ وہ دراصل یعنی غیر نبی ہی ہے جیساکہ آپ پہلے یہی تاویل فرماتے رہے ہیں۔ لیکن آپ یہ جواب نہیں دیتے۔ بلکہ یہ تسلیم کر لیتے ہیں کہ " درحقیقت حدیثوں میں عیسیٰ کے لئے نبی کا لفظ اپنے حقیقی معنوں ہی میں استعمال ہوا ہے۔ لیکن جن معنوں کو تم سمجھ کر نبی کریم صلعم کے بعد نبوۃ کو اس امت میں بند کرتے ہو۔ وہ نبوت کے حقیقی معنی ہی نہیں اس لئے میں نبی ہوں اور عیسیٰ بھی ہو سکتا ہوں۔

چنانچہ حضرت اقدس کے جواب پر غور فرماؤ کہ آیا اس سے یہی نکلتا ہے کہ نہیں۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں (صفحہ ۱۳۸ براہین حصہ پنجم)

" اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تمام بدقسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے۔ کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی نبی کے معنے صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا۔ اور شرف مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو پس ایک امتی کو ایسا نبی قرار دینے سے کوئی محذور لازم نہیں آتا "

اس جواب سے مندرجہ ذیل باتیں صاف طور پر معلوم ہو رہی ہیں۔

(۱) نبی کے لئے شریعت کا لانا ضروری نہیں۔

(۲) اور نہ یہ ضروری ہے کہ کسی صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔

(۳) بلکہ نبوت کا صرف اتنا ہی مفہوم ہے کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانیوالا اور شرف مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔

(۴) اور یہی نبوت کے حقیقی معنی ہیں۔

چنانچہ مندرجہ ذیل حوالے اور بھی اس کی تائید فرماتے ہیں۔

ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۵

" نبی کے لئے شارع ہونا ضروری نہیں ہے۔ یہ صرف موہبت ہے جس کے ذریعہ سے امور غیبیہ کھلتے ہیں۔ پس میں جبکہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پاکر بچشم خود دیکھ چکا ہوں۔ کہ صاف طور پر پوری ہو گئیں۔ تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں "

پھر شہادۃ القرآن کے صفحہ ۴۲ پر آپ فرماتے ہیں۔

" بعد توراۃ کے صدہا ایسے نبی بنی اسرائیل میں سے آئے۔ کہ کوئی نئی کتاب ان کے ساتھ نہیں تھی۔ بلکہ ان انبیاء کے ظہور کے مطالب یہ ہوتے تھے کہ تا ان کے موجودہ زمانہ میں جو لوگ تعلیم توریت سے دور پڑ گئے ہوں پھر ان کو توریت کے اصلی منشاء کی طرف کھینچیں "

پھر فرماتے ہیں " کہ بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی۔ صرف خدا کی طرف سے پیشگوئیاں کرتے تھے " بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء

اب ان دونوں تعریفوں کو بالمقابل رکھ کر دیکھو کہ کیا اس سے صریح نتیجہ نہیں نکلتا کہ ایک وقت میں آپ اور نبوۃ کا مفہوم سمجھا کرتے تھے اور دوسرے وقت میں اور۔

مفہوم نبوت میں تبدیلی

چنانچہ میں دونوں مفہوموں کو بالمقابل رکھ کر بتا دیتا ہوں

مفہوم نبوت قبل ۱۹۰۱ء	مفہوم نبوت بعد ۱۹۰۱ء
(۱) نبی وہ ہوتا ہے۔ جو کامل شریعت لائے۔ یا سابقہ شریعت کے کسی حکم کو منسوخ کرے۔	نبی کا شارع ہونا شرط نہیں اس کے لئے شریعت کا لانا ضروری نہیں کئی نبی ایسے ہوئے ہیں جن کو کوئی نئی کتاب نہیں دی گئی۔
(۲) نبی وہ ہوتا ہے۔ جو براہ راست نبی بنے یعنی بغیر کسی سابق رسول کے استفاضہ کے	نبی کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ کسی سابق رسول کا متبع نہ ہو۔

اب ان دونوں مفہوموں کے بالمقابل رکھنے سے۔ ایک موٹی سے موٹی عقل والا انسان بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ حضرت اقدس نے نبوت کے مفہوم میں تبدیلی کر دی ہے۔

اب اس تبدیلی کے سمجھ لینے کے بعد اس امر کا سمجھنا کوئی مشکل نہیں کہ حضرت اقدس شروع دعوے سے ہی حقیقی معنوں میں نبی تھے۔ مگر چونکہ ان حقیقی معنی کا آپ پر پورے طور پر ابھی انکشاف نہیں ہوا تھا۔ اس لئے آپ اپنی نبوت کو ایسے مفہوم سے ادا کرتے رہے۔ جو کہ غیر نبی کے برابر ہو جاتا ہے۔ مگر انکشاف کے بعد آپ نے علی الاعلان یہ کہدیا کہ نبی ہونے سے میرے انکار کا صرف اتنا ہی مفہوم تھا۔ کہ میں کوئی جدید شریعت نہیں لایا ہوں۔ اور نہ میں براہ راست نبی بنا ہوں ورنہ مجھے نبوت کے حقیقی مفہوم سے کبھی انکار نہیں یعنی ایسا ہے کہ میں نے مجھ پر کثرت سے امور غیبیہ کا اظہار ہوتا ہے۔ اور مجھے خدا نے نبی کہا ہے۔ اگر انکار رہا ہے۔ تو صرف اس بات سے کہ میں جدید شریعت نہیں لایا ہوں۔ اور نہ میں براہ راست بغیر اتباع نبی کریم کے نبی بنا ہوں۔

نبوت کی حقیقت

اب جبکہ نبوت کی حقیقت ہی صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کثرت سے ایسا مکالمہ مخاطبہ ہونا جو غیب پر مشتمل ہو۔ اور شریعت کا لانا اس میں شرط ہی نہیں۔ اور نہ یہ شرط ہے۔ کہ وہ براہ راست بغیر اتباع کسی سابق رسول صاحب شریعت کے نبی بنے۔ تو نتیجہ صاف نکل آیا کہ جہاں کہیں بھی آپ کی شان میں لفظ نبی کا استعمال ہوا ہے۔ خواہ قرآن شریف اور احادیث میں ہو خواہ آپ کے اپنے الہاموں میں ان سب جگہوں میں حقیقی معنوں میں ہی ہوا ہے۔ اور انکار کی وجہ صرف یہی تھی۔ کہ آپ نبوت کے حقیقی معنوں میں شریعت کا لانا اور سابقہ شریعت کو منسوخ کرنا یا براہ راست نبی ہونا ضروری قرار دیتے تھے۔ جیسا کہ عام طور پر مسلمانوں کی اصطلاح تھی۔ لیکن جب آپ کو یہ معلوم ہو گیا۔ کہ نبوت کے حقیقی معنوں میں یہ شرط ہی نہیں کہ وہ شریعت لائے۔ یا براہ راست ہو۔ تو وہ انکار بھی ساتھ ہی جاتا رہا۔ کیونکہ جس وجہ سے انکار کیا جاتا تھا۔ جب وہ وجہ نہ رہی۔ تو انکار کس طرح

قائم رہ سکتا ہے۔ پس آپ اسی طرح حقیقی معنوں میں نفس نبوت کے لحاظ سے نبی رہے۔ جن معنوں میں انبیاء سابقین تھے۔

حضرت مسیح موعود کے نفس نبوت کے لحاظ سے حقیقی نبی ہونے کا ثبوت

چنانچہ حضرت اقدس کے مندرجہ ذیل حوالہ پر غور کرنے سے یہ بات بالکل صاف ہوجاتی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ایک غلطی کے ازالہ میں فرماتے ہیں:۔

"اس لئے جن کے دلوں پر پردے ہیں وہ قبول نہیں کرتے۔ میں جانتا ہوں کہ خدا ضرور میری تائید کرے گا۔ جیسا کہ وہ ہمیشہ اپنے رسولوں کی تائید کرتا رہا ہے۔ کوئی نہیں کہ میرے مقابل پر ٹھہر سکے کیونکہ خدا کی تائید ان کے ساتھ نہیں ہے"

اس عبارت میں حضرت اقدس نے اپنے آپ کو رسولوں کے زمرے میں داخل فرمایا ہے۔ نہ اولیاء کی جماعت میں۔ کہ خدا اسی طرح میری تائید کرے گا۔ جس طرح وہ ہمیشہ اپنے رسولوں کی تائید کرتا رہا ہے۔ اب اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا تھا۔ کہ آپ جب اپنے نبی یا رسول ہونے کا انکار کرتے رہے ہیں۔ اور اپنی نبوت کو قطعاً گذشتہ انبیاء کی نبوت کی طرح نہیں سمجھتے رہے۔ تو پھر اب کس طرح اپنے آپ کو ان کے زمرہ میں داخل فرما رہے ہیں۔ تو اس کا جواب حضرت اقدس اس کے ساتھ ہی مندرجہ ذیل عبارت میں یوں فرماتے ہیں۔

"اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں۔ اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کرکے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں۔ مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کہہ کر پکارا ہے سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے کو انکار نہیں کرتا۔ اور میرا یہ قول کہ "من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب" اس کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ میں صاحب شریعت نہیں ہوں۔ ہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے۔ اور ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہئے۔ کہ میں باوجود نبی اور رسول کے لفظ کے ساتھ پکارے جانے کے خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں۔ کہ یہ تمام فیوض بلا واسطہ میرے پر نہیں ہیں۔ بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔"

اب اس عبارت کے پڑھنے سے مندرجہ ذیل امور نکلتے ہیں۔

(۱) اس عبارت کے لکھنے سے پہلے حضرت اقدس نے کئی جگہ نبوت اور رسالت سے انکار کیا ہے۔

(۲) آپ پہلے ہی سمجھتے تھے کہ نبوت اور رسالت کے لئے جدید شریعت اور براہ راست نبی ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اگر آپ ایسا نہ سمجھتے تو پہلے بھی باوجود لفظ نبی اور رسول کا اپنے حق میں استعمال ہوا ہوا دیکھ کر کبھی نبی اور رسول ہونے سے انکار نہ کرتے۔

(۳) خدا نے تو پہلے بھی آپ کو نبی اور رسول انہی معنوں میں پکارا تھا۔ جن معنوں کا انکشاف آپ پر اب ہوا ہے۔ یعنی کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع پائی۔ مگر اس کا انکشاف اس سے پہلے نہیں ہوا۔ کیونکہ آپ فرماتے ہیں "مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کرکے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے، اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کہہ کر پکارا ہے"

اب جبکہ خدا نے بھی ان معنوں کے لحاظ سے ہی آپ کو نبی اور رسول کہہ کر پکارا تھا۔ اور نبوت کی حقیقت بھی صرف اتنی ہی ہے۔ کہ خدا کی طرف سے کثرت سے امور غیبیہ ظاہر کئے جاویں۔ اور جس میں یہ حقیقت پائی جائے وہ نبی کہلا سکتا ہے۔ تو نتیجہ صاف نکل آیا کہ حضرت اقدس شروع دعوے سے ہی نبی اور رسول حقیقی معنوں کے لحاظ سے ہی تھے۔ یہ نہیں کہ پہلے آپ کی نبوت ناقص تھی اور بعد میں کامل ہوگئی۔ حضرت اقدس اس سے پہلے اپنے آپ کو ناقص یا جزوی قرار دیتے رہے۔ کیونکہ آپ کا اپنی نبوت کو ناقص وغیرہ قرار دینا صرف اسی مفہوم کے لحاظ سے تھا۔ جو آپ پہلے عام مسلمانوں کی اصطلاح کے مطابق لیا کرتے تھے۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ یعنی جدید شریعت کا لانا یا براہ راست نبی بننا۔ مگر اب جب اللہ تعالےٰ نے بارش کی طرح وحی کرکے اس بات کو اچھی طرح سے کھول دیا کہ آپ کو جو نبی اور رسول کہہ کر پکارا جاتا تھا وہ اپنے حقیقی معنوں کے لحاظ سے تھا اور حقیقی معنوں میں شریعت کا لانا یا براہ راست ہونا ضروری نہیں۔ اس لئے آپ نے پھر جزوی اور ناقص اور محدث وغیرہ کے الفاظ چھوڑ دیئے۔

(۴) نبی تین قسم کے ہوتے ہیں:۔

ایک وہ جو جدید شریعت لائیں۔

دوسرے وہ جو شریعت جدید تو نہ لائیں۔ مگر ساتھ ہی کسی سابق رسول صاحب شریعت کے فیض کو بھی ان کی نبوت میں دخل نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ خود براہ راست اس درجہ تک پہنچتے ہیں۔

تیسرے۔ جو نہ جدید شریعت لائیں۔ اور نہ براہ راست نبی بن سکیں۔ بلکہ کسی سابق رسول کی اتباع سے اس درجہ کو حاصل کریں۔

(۵) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس تیسری قسم کے رسول ہیں۔ یعنی جدید شریعت کا نہ لانا اور براہ راست نہ ہونا۔

(۶) یہ کہ اس عبارت میں حضرت اقدس نے اپنی جماعت کے ہاتھ میں ایک اصل دے دیا ہے۔ جس سے وہ آپ کی نبوت کے متعلق بہت آسانی سے فیصلہ کرسکتے ہیں وہ یہ کہ جہاں کہیں وہ آپ کی عبارت میں نبوت سے انکار دیکھیں۔ وہاں صرف شریعت والی نبوت یا براہ راست

نبوت سے انکار سمجھیں۔ مطلق اور نفس نبوت سے نہیں۔

اب ہمارے غیر مبائع اصحاب خواہ ہزار حوالے بھی ایسے نکال لائیں جن میں حضرت اقدس کی نبوت کا انکار نکلتا ہو۔ تو وہ ان کو کوئی مفید نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود تحریر فرماتے ہیں" کہ جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے۔ صرف ان معنوں سے کیا ہے۔ کہ مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں"۔

محدث نبی نہیں ہوتا

ہاں شاید کسی کے دل میں یہ خیال پیدا ہو۔ کہ یہاں بھی آپ نے نبی یا رسول ہونے کا اقرار کیا ہے۔ اور پہلے آپ فرما چکے ہیں۔ کہ محدث بھی ایک معنوں کے لحاظ سے نبی ہوتا ہے۔ تو کیوں نہ سمجھ لیا جاوے کہ اس جگہ بھی نبی سے مراد محدث ہی ہے۔ سو یاد رہے کہ اس میں شک نہیں کہ پہلے آپ اپنی نبوت کو محدثیت سے ہی تاویل کیا کرتے تھے۔ مگر یہ تاویل اسی بنا پر تھی۔ کہ آپ پر ابھی نبوت کے حقیقی معنی منکشف نہیں ہوئے تھے۔ مگر منکشف ہو جانے کے بعد پھر آپ نے محدث کے لفظ کو کبھی اپنے لئے استعمال نہیں کیا اور ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا کہ میرا درجہ وہ ہے کہ اس پر محدث کا لفظ اطلاق نہیں پا سکتا۔ چنانچہ ایک غلطی کے ازالہ ص۵ پر آپ فرماتے ہیں۔

"اگر خدا تعالےٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا۔ تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جاوے۔ اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے۔ مگر نبوت کے معنی اظہار امر غیب ہے"۔

اس عبارت سے صاف پتہ لگ جاتا ہے کہ آپ نے محدث کے لفظ کو اپنے لئے استعمال کرنا چھوڑ دیا ہے۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ اگر آپ نے جہاں رسالت اور نبوت کا اقرار کیا ہے وہاں بھی وہی محدثیت والی نبوت ہی مراد لی ہے تو پھر آپ کبھی بھی یہاں یہ نہ فرماتے۔ کہ اگر کہو کہ اس کا نام محدث رکھنا چاہئے۔ تو میں کہتا ہوں تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں مگر نبوت کے معنی اظہار امر غیب ہے۔ اگرچہ جس قدر میں نے تحریر کیا ہے۔ ایک منصف مزاج آدمی کے لئے اس مسئلہ کو حل کرنے میں کافی مدد دے سکتا ہے اور اس کے دل میں آپؑ کی نبوت کے حقیقی معنوں میں ہونے کے متعلق کوئی شک باقی نہیں رہ سکتا مگر اس بحث کو مکمل کرنے کے لئے میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ میں اپنے بھائی غیر مبائع اصحاب کے ہر ایک عقیدے کا علیحدہ علیحدہ ذکر کر کے آپ لوگوں کو دکھاؤں کہ وہ کس قدر حضرت اقدس کی تعلیم کے مخالف پڑے ہوئے ہیں۔

غیر مبائعین کے عقائد حضرت مسیح موعود کی تحریروں کے خلاف ہیں

(عقیدہ غیر مبائعین) حضرت اقدس ان معنوں میں نبی تھے۔ جن معنوں میں اس اُمت کے دوسرے مجدد بھی نبی اور رسول کہلا سکتے ہیں

(مذہب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

"لیکن اس امت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں۔ اور ایک وہ بھی ہوا۔ جو اُمتی بھی ہے۔ اور نبی بھی"۔ حقیقۃ الوحی ص۲۸ حاشیہ

"خود حدیثیں پڑھتے ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں اسرائیلی نبیوں کے مشابہ لوگ پیدا ہونگے۔ اور ایک ایسا ہوگا۔ کہ ایک پہلو سے نبی ہوگا اور ایک پہلو سے اُمتی۔ وہی مسیح موعود کہلائیگا"۔

(صفحہ ۱ حاشیہ حقیقۃ الوحی)

"غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس اُمت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس اُمت میں سے گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔ اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا تاکہ آنحضرتؐ کی پیشگوئی صفائی سے پوری ہو جاتی۔ کیونکہ اگر دوسرے صلحاء جو مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں۔ وہ بھی اسی قدر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ پا لیتے تو وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے تو اس صورت میں آنحضرتؐ کی پیشگوئی میں ایک رخنہ واقع ہو جاتا۔ اس لئے خدا تعالےٰ کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پورے طور پر ۔۔۔ پانے سے روک دیا۔ تا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے۔ کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا۔ وہ پیشگوئی پوری ہو جائے"۔ حقیقۃ الوحی ص۳۹۱

"قرآن شریف میں اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اور وہ یہ ہے وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ۔ یعنی آنحضرت کے اصحاب میں سے ایک اور فرقہ ہے۔ جو ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اصحاب وہی کہلاتے ہیں۔ جو نبی کے وقت میں ہوں۔ اور ایمان کی حالت میں اس کی صحبت سے مشرف ہوں۔ اور اس سے تعلیم و تربیت پاویں۔ پس اس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنے والی قوم میں ایک نبی ہوگا کہ آنحضرت کا بروز ہوگا۔ اس لئے اس کے اصحاب آنحضرت کے اصحاب کہلائیں گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔ بہرحال یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ ایسے لوگوں کا نام اصحاب رکھا جاوے۔ جو آنحضرتؐ کے بعد پیدا ہونے والے تھے۔ جنہوں نے آنحضرت کو نہیں دیکھا"۔ تتمہ حقیقۃ الوحی ص۶۷

مندرجہ بالا حوالوں سے یہ امور صاف طور سے نکلتے ہیں۔

(۱) اس اُمت میں ہزارہا اولیاء گذر چکے ہیں۔
(۲) اس اُمت میں بہت سے لوگ اسرائیلی نبیوں کے مشابہ ہونگے۔
(۳) ایک وہ بھی ہوگا جو ایک پہلو سے نبی ہوگا اور ایک پہلو سے اُمتی۔ اور وہی مسیح موعود ہوگا۔
(۴) اس اُمت میں سے میں ہی اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ کے پانے میں مخصوص ہوں۔ اس واسطے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔
(۵) دیگر اولیاء ابدال اور اقطاب کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔
(۶) دیگر اولیاء وغیرہ نبی کے نام پانے کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے۔ اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔
(۷) اگر دوسرے صلحاء بھی نبی کے نام پانے میں شریک ہو جاتے۔ تو نبی کریم کی پیشگوئی میں رخنہ واقع ہو جاتا۔
(۸) احادیث صحیحہ میں آیا ہے۔ کہ ایسا شخص یعنی نبی کا لقب پانیکا مستحق ایک ہی ہوگا۔ سو وہ میں ہوں۔ اب جھر غیر مبائع اصحاب کے الفاظ رکھو کہ آپ ان معنوں میں نبی اور رسول تھے۔ جن معنوں میں اس اُمت کے دوسرے مجدد بھی نبی اور رسول کہلا سکتے ہیں۔ اور دوسری طرف حضرت اقدس مسیح موعود کے فرمان پر غور کرو وہ تو فرما رہے ہیں۔ کہ ایسا شخص اس اُمت میں ایک ہی ہوگا۔ جو نبی کے پیارے نام سے صریح طور پر سرفراز کیا جاویگا۔ اور احادیث صحیحہ میں ایک ہی کے بارے میں پیشگوئی ہے۔ اور باقی سب اولیاء اُمت کو آپ مشابہ انبیاء اسرائیلی فرماتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو ان تمام بزرگوں سے الگ گردان رہے ہیں۔ مگر ہمارے غیر مبائع اصحاب آپ کو دوسرے بزرگان ملت کے درجہ تک ہی رہنے دیتے ہیں۔

مجھے اس پر اب زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

آپ لوگ خود ہی سمجھ سکتے ہیں۔ کہ ایک شخص جو مسیح موعود پر سچے دل سے ایمان لاتا ہے۔ وہ کس طرح حضرت اقدس کی اس کھلی کھلی تعلیم کے ہوتے ہوئے یہ عقیدہ رکھ سکتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت دیگر مجددین کی نبوت کی طرح ہے حالانکہ ان کے حق میں لفظ نبی کا نہ شریعت میں بولا گیا ہے۔ اور نہ خود انھوں نے یہ دعویٰ کیا ہے۔

چنانچہ حضرت اقدس تتمہ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۶۸ پر فرماتے ہیں:۔ "اور یہ دعویٰ اُمت محمدیہ میں سے آجتک کسی اور نے ہرگز نہیں کیا۔ کہ خدا تعالیٰ نے میرا نام رکھا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی وحی سے صرف میں اس نام کا مستحق ہوں"۔

(عقیدہ نمبر ۳)	(تعلیم حضرت صاحب)
حضرت صاحب شرعی مصطلح میں نبی اور رسول نہ تھے	یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ اور مخاطبہ رکھتے ہیں۔ میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں ولکل ان یصطلح

"نبوت اور رسالت کا لفظ خدا تعالیٰ نے اپنی وحی میں میری نسبت صدہا مرتبہ استعمال کیا ہے۔ مگر اس لفظ سے صرف وہ مکالمات مخاطبات الٰہیہ مراد ہیں جو بکثرت ہیں اور غیب پر مشتمل ہیں۔ اس سے بڑھکر کچھ نہیں۔ ہر ایک شخص اپنی گفتگو میں ایک اصطلاح اختیار کر سکتا ہے لکل ان یصطلح سو خدا کی یہ اصطلاح ہے۔ جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے۔ یعنی ایسے مکالمات جن میں اکثر غیب کی خبریں دی گئی ہیں"۔ چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۵

"اور جبکہ وہ مکالمہ اور مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچ جاوے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے"۔ الوصیۃ صفحہ ۱۱

"میرے نزدیک نبی اسی کو کہتے ہیں۔ جس پر خدا کا کلام یقینی و قطعی بکثرت نازل ہو جو غیب پر مشتمل ہو۔ اسی لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا۔ مگر بغیر شریعت کے" تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۵ و ۲۶

اب حضرت اقدس تو حکم الٰہی کے ماتحت اپنا نام نبی رکھیں۔ اور فرمائیں کہ کثرت مکالمہ مخاطبہ اور کثرت سے امور غیبیہ پر اظہار کا نام ہی نبوت ہے۔ اور یہ وہ تعریف ہے جو خدا تعالیٰ کی تعریف ہے۔ اور اسی پر تمام انبیاء کا اتفاق ہے۔

اب اس کے بعد میں نہیں سمجھ سکتا کہ شرعی اصطلاح سے کیا مراد ہے۔

کیا خدا کی اصطلاح نبیوں کی اصطلاح شرعی اصطلاح نہیں کہلا سکتی۔ تو پھر شرعی اصطلاح کس بلا کا نام ہے

(عقیدہ نمبر ۴ غیر مبائعین)	(عقیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام)
میں حقیقی نبوت کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم یقین کرتا ہوں۔ آپکے بعد نہ کوئی پرانا نبی واپس آئیگا اور نہ کوئی نیا نبی مبعوث ہوگا	میں اس کے رسول پر دلی صدق سے ایمان لایا ہوں اور جانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں۔ اور اس کی شریعت خاتم الشرائع

بھی ہے مگر ایک قسم کی نبوت ختم نہیں یعنی وہ نبوت جو اس کی کامل پیروی سے ملتی ہے۔ اور جو اس کے چراغ میں سے نور لیتی ہے۔ وہ ختم نہیں کیونکہ وہ محمدی نبوت ہے"۔ چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۴

"یہ کس قدر ظلم ہے۔ جو نادان مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ کہ جو آنحضرت کی اُمت مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے بے نصیب ہے۔ اور خود حدیثیں پڑھتے ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت کی اُمت میں اسرائیلی نبیوں کے مشابہ لوگ پیدا ہونگے اور ایک ایسا ہوگا۔ جو ایک پہلو سے نبی ہوگا اور ایک پہلو سے امتی۔ وہی مسیح موعود کہلائیگا (حقیقۃ الوحی)۔

"وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا پس اس سے بھی آخری زمانہ میں ایک رسول ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہی مسیح موعود ہے۔ (حقیقۃ الوحی)

"وآخرین منھم لما یلحقوا بھم۔ بہرحال یہ

آیت آخری زمانہ میں ایک بنی کے ظاہر ہونے کی نسبت پیشگوئی ہے۔"

"و نومن بانہ خاتم الانبیاء لا نبی بعدہ الا الذی ربی من فیضہ و اظہرہ وعدہ۔" (مواہب الرحمان) ہم ایمان لاتے ہیں کہ آپ یعنی نبی کریمؐ خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ مگر وہی جس کی تربیت آپ کے فیض نے کی ہو۔ اور جس کو آپ کے وعدہ نے ظاہر کیا ہو۔

اب آپ لوگوں نے دیکھ لیا ہوگا۔ کہ حضرت اقدس تو ایک قسم کی نبوت کا اس امت میں ہونا تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن ہمارے غیر مبائع اصحاب فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت کے بعد نبوت بالکل بند ہے۔

غیر مبائعین کے پہلے عقائد

جہانتک میں سمجھتا ہوں میں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کے متعلق آج کے مناسب موقع کافی بحث کردی ہے۔

مگر اس کے ساتھ ہی یہ بتا دینا بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ کہ آیا یہ اختلاف اس وقت ہرگز موجود نہ تھا بلکہ ہمارے غیر مبائع اصحاب بھی اسی طرح حضرت اقدس کو نبی اور رسول یقین کرتے تھے جس طرح آج ہم سمجھ رہے ہیں۔ صرف خود ہی نہ مانتے بلکہ لوگوں کو منوانے کی بھی کوشش کرتے۔ اس کی تائید میں دلائل دیتے۔ اور یہ ایک صریح اور کھلی بات ہے۔ کہ اگر حضرت اقدس کا یہ مذہب نہ ہوتا کہ آپ نبی اور رسول ہیں اور آپ کی نبوت اور دیگر انبیاء کی نبوت میں نفس نبوت کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں۔ تو یہ کبھی ممکن نہ تھا کہ مولوی محمد علی صاحب جو کہ اب اول المنکرین اور غیر مبائع اصحاب کے امیر ہیں اس رسالہ میں جس کے آپ ایک مدت تک اڈیٹر رہے ہیں۔ کبھی اس کی تائید میں ایک لفظ تک بھی تحریر نہ کرتے اب میں ذیل میں مولوی محمد علی صاحب کی ان عبارتوں کو نقل کرتا ہوں۔ آپ لوگ خوب غور اور توجہ کے ساتھ سنیں۔ اور سوچیں کہ مولوی محمد علی صاحب ان تحریروں میں جو ہم آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں حضرت مسیح موعود کی نبوت کا اقرار کرتے ہیں۔ یا انکار۔ ہر ایک شخص جو تھوڑی سی استعداد بھی رکھتا ہے۔ وہ ان حوالوں کو پڑھکر صاف صاف سمجھ سکتا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعود کی نبوت کو اس طرح مانا ہوا تھا جس طرح ہم مانتے ہیں اور انکار نبوت کا جو خیال انھوں نے پیدا کیا ہے وہ حضرت میاں صاحب کی خلافت کے بعد پیدا کیا ہے۔

(رسالہ "مولوی محمد علی کی تبدیلی عقائد" کے حوالے پیش کیے گئے۔ چونکہ وہ کئی بار شائع ہو چکے ہیں اس لئے یہاں درج کرنے کی ضرورت نہیں ہے (اڈیٹر)

اب ان تحریروں سے۔ آپ لوگوں کو اچھی طرح معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ مولوی محمد صاحب بھی اختلاف سے پہلے ہماری طرح یہی عقیدہ رکھتے تھے۔ کہ حضرت اقدس اسی طرح نبی ہیں جس طرح کہ پہلے انبیاء گذر چکے ہیں۔ اور آپ حضرت اقدس کی تحریروں کا وہی مطلب سمجھتے تھے جو آج ہم بیان کر رہے ہیں۔ اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضرت صاحب کی تعلیم کو کس نے چھوڑا ہے۔

غیر مبائعین کی غلط بیانیاں

اس مضمون کے بیان کرنے کے بعد ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ چند باتیں بھی بیان کر دی جاویں۔ جو غیر مبائع اصحاب کی تحریروں یا تقریروں میں دیکھنے یا سننے میں آئی ہیں۔ کہ وہ ہماری طرف ان کو منسوب کرتے ہیں۔ حالانکہ ہم ان سے بالکل بری ہیں۔

پہلی غلط بیانی

کہا جاتا ہے کہ حضرت میاں صاحب اور آپ کی جماعت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حقیقی نبی مانتے ہیں۔ حالانکہ حضرت صاحب نے حقیقی نبی ہونے سے صریح انکار کیا ہے۔

جواب

دینے سے پہلے میں اس بات کو صاف کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت اقدس نے حقیقی نبی کی یہ تعریف کی ہے۔ اور کیا ہم اس تعریف کے مطابق حضرت اقدس کو حقیقی نبی مانتے ہیں کیونکہ حضرت اقدس کے ساتھ اختلاف تو تب ہو سکتا ہے۔ اگر ہم ان کی مقرر کردہ اصطلاح کے مطابق آپ کو حقیقی نبی مانیں۔ سو جان لو کہ حضرت اقدس حقیقی نبی کے متعلق مندرجہ ذیل الفاظ فرماتے ہیں

"ہمارا مذہب یہی ہے۔ کہ جو شخص حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ کرے۔ اور آنحضرت کے دامن فیوض سے اپنے تئیں الگ کر کے اور اس پاک سرچشمہ سے جدا ہو کر آپ ہی براہ راست نبی اللہ بننا چاہے۔ وہ ملحد بے دین ہے۔ اور غالباً ایسا شخص اپنا کوئی نیا کلمہ بنائیگا۔ اور عبادات میں کوئی نئی طرز پیدا کرے گا۔ اور احکام میں کچھ تغیر و تبدل کر دے گا"۔ انجام آتھم حاشیہ ۲۷ و ۲۸

اب کیا کوئی ہے جو ہمیں بتائے۔ کہ کہاں پر کسی مبائع نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ لکھا ہو۔ کہ آپ نے کوئی نیا کلمہ بنایا ہے۔ اور عبادات میں نئی طرز پیدا کی ہے۔ اور احکام میں تغیر کیا ہے۔ اور نبی کریم کے دامن فیوض سے الگ ہو کر براہ راست نبی ہونیکا دعویٰ کیا ہے۔ اگر ایسا نہیں تو کیوں ہم پر حضرت مسیح موعود کی تعلیم کے خلاف چلنے کا الزام لگایا جاتا ہے۔ کہ ہم حضرت صاحب کو اس معنی کے لحاظ سے جس معنی کے لحاظ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انکار کیا ہے۔ حقیقی نبی مانتے ہیں۔

ہاں اگر ہماری کسی تحریر میں حضرت صاحب کے متعلق حقیقی لفظ کا استعمال ہوا ہے۔ تو وہ انہی معنوں میں ہے۔ جن معنوں میں خود حضرت مسیح موعود نے استعمال کیا ہے۔ جیسا کہ ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳۸ میں فرماتے ہیں۔

"تمام بدقسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے۔ کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کیگئی۔ نبی کے معنی صرف یہ ہیں۔ کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب

شریعت نبی کا متبع نہ ہوگا۔

اب اس جگہ غور سے دیکھ لو کہ حضرت مسیح موعود نے اپنے آپ کو نبی کے حقیقی معنوں کی رو سے نبی کہا ہے۔ اب ان دونوں عبارتوں کے پڑھنے سے صاف معلوم ہو رہا ہے۔ کہ ایک جگہ تو آپ نے حقیقی نبی ہونے سے انکار کیا ہے۔ اور ہم بھی ان معنوں کی رُو سے قطعاً حضرت صاحب کو حقیقی نبی نہیں مانتے۔ اور نہ کبھی تحریر کرتے ہیں۔ اور دوسری جگہ حضرت صاحب نے اپنے آپ کو حقیقی نبی ہونے کا مصداق قرار دیا ہے۔ اور ہم بھی انہی معنوں سے آپ کو حقیقی نبی مانتے ہیں نہ ان معنوں کی رو سے جن سے انکار کیا ہے۔

دوسری غلط بیانی

بعض ناواقفوں کے سامنے ہماری نسبت یہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ میاں صاحب اور ان کے مرید حضرت اقدس کو مستقل نبی مانتے ہیں۔ حالانکہ حضرت صاحب نے اس سے انکار کیا ہے۔

(جواب) حضرت اقدس نے مستقل نبی کی یہ تعریف فرمائی ہے:۔

"بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے۔ مگر ان کی نبوت موسیٰ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا۔ بلکہ وہ نبوتیں براہ راست خدا کی ایک موہبت تھیں۔ حضرت موسیٰ کی پیروی کا اک ذرہ کچھ دخل نہ تھا۔ اسی وجہ سے میری طرح ان کا یہ نام نہ ہوا کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی۔ بلکہ وہ انبیاء مستقل نبی کہلائے۔ اور براہ راست ان کو منصب نبوۃ ملا۔ حقیقۃ الوحی صہ۹۷۔ حاشیہ۔

اب کیا کوئی شخص یہ دکھا سکتا ہے۔ کہ ہماری طرف سے کبھی یہ لکھا گیا ہو۔ یا کسی تقریر میں کہا گیا ہو کہ حضرت مسیح موعود براہ راست بغیر اتباع نبی کریم نبی بن گئے تھے۔ چنانچہ حضرت میاں صاحب نے اپنی کتاب القول الفصل صہ۱۲ میں تحریر فرمایا ہے "کہ اگر میں یا میرے مریدوں میں سے کسی نے ایسا لکھا ہے۔ تو آپ اس تحریر کو پیش کریں"۔ مگر آج تک کسی نے باوجود مطالبہ پیش نہیں کی۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ یہ الزام سراسر بے بنیاد اور غلط ہے۔

اب میں اس مضمون کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند حوالوں کے ذکر کرنے کے بعد ختم کرتا ہوں۔ جن میں کہ آپ نے اپنے آپ کو صریح نبی ظاہر کیا ہے۔ اور آپ کی توجہ کو اس طرف پھیرتا ہوں۔ کہ آپ غور کریں کہ جو شخص تو اپنے آپ کو نبی کہے اور بار بار کہے اور خدا تعالیٰ بھی اس کو بار بار نبی اور رسول کے لفظ سے پکارے۔ اس کی نبوت کے متعلق تو انکار اور انکار پر اصرار کیا جاوے۔ مگر وہ لوگ جن کی نسبت نہ خدا تعالیٰ نے لفظ نبی کا استعمال کیا ہو۔ اور نہ انہوں نے خود دعویٰ کیا ہو۔ ان کی طرف نبی کے لفظ کو فرضی طور پر منسوب کر کے حضرت اقدس کی نبوت کو بھی ان کی نبوت جیسی قرار دینا کس قدر قرین انصاف اور حق پسندی کی دلیل ہے۔

اور خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے دلوں میں الہام کرے۔ کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقی شان اور اصلی رتبہ کو پہچانیں۔ اور آپ کے دامن کے ساتھ وابستہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودگی اور رضا کو حاصل کریں

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

اور وہ حوالے یہ ہیں۔

اس موقعہ پر حضرت مسیح موعود کی کتب سے وہ تمام حوالے پڑھے گئے۔ جو حقیقۃ النبوت صفحہ ۲۰۹ تا صہ۲۱۴ پر جمع کئے ہوئے ہیں۔ (ایڈیٹر)

وی پی آتے ہیں

جن اصحاب کا چندہ الفضل ماہ مارچ میں ختم ہوتا ہے ان کے نام ۲۔ اپریل کا پرچہ وی پی ہوگا۔ اطلاعاً عرض ہے۔ جو صاحب وی پی واپس کریں گے حسب قاعدہ ان کے نام کا پرچہ اس وقت تک امانت رہیگا جب تک کہ قیمت بذریعہ منی آرڈر یا وی پی معہ حرجانہ وصول ہو۔

(منیجر الفضل قادیان)

بمبئی میں آریوں کے پنڈال میں اسلام کی فتح

بمبئی آریہ سماج کا جلسہ تین روز تک بڑے دھوم دھام سے ہوا۔ عموماً پنجاب اور ہندوستان کے لیکچرار اور پنڈت درجنوں کی تعداد میں آئے تھے۔ بہت عمدہ جگہ پر بہت اہتمام کے ساتھ بہت کشادہ پنڈال ان لوگوں نے بنایا تھا۔

ایک طرف کثرت کے ساتھ عورتیں تھیں جن کی تعداد تین چار سو کے قریب ہوگی۔ اور پردہ وغیرہ کا کوئی انتظام نہ تھا۔ عورتوں نے بھی لیکچر دیئے۔

۱۷ تاریخ کو انہوں نے ایک گھنٹہ سوال و جواب کے لئے وقت دیا۔ لیکن افسوس کہ مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی۔ گویا نہ تھی۔ اور سارے کے سارے ہندو یا پارسی تھے۔ البتہ یہ عاجز اپنے احمدی دوستوں کے ساتھ موجود تھا۔

ماسٹر آتمارام صاحب امرتسری مباحثہ کے پریذیڈنٹ ہوئے اور پنڈت بالکشن صاحب مباحث تھے۔

لالہ سیتارام صاحب راولپنڈی ان کے موئد تھے۔

مجھ سے کہا گیا۔ اگر آپ کچھ سوال کرنا چاہتے ہوں تو کریں۔ میں نے کھڑے ہو کر ذیل کے سوال کئے۔

(۱) آریہ دھرم نے بمقابلہ دیگر مذاہب کے نجات کا مخصوص طریقہ کیا بتایا ہے۔ جس پر چل کر انسان کو اس دنیا میں ہی یقین ہو جائے۔ کہ جس طریقہ پر میں چل رہا ہوں واقعی یہ نجات کی راہ ہے۔ اگر ہم اس طریقہ کی پابندی کریں گے تو یقیناً ہماری نجات ہوگی۔

(۲) جس ضرورت کی وجہ سے رشیوں پر وید کا الہام ہوا ہے۔ اس ضرورت کی وجہ سے ان کے بعد خصوصاً موجودہ زمانہ میں الہام کی ضرورت ہے یا نہیں۔ اگر نہیں۔ تو کیوں نہیں۔ اگر ہے۔ تو ایسا مدعی الہام آج کون ہے۔

(۳) ایسے مدعی الہام کے صادق اور غیر صادق ہونیکا معیار وید نے کیا بتایا ہے۔

آریہ مباحث نے اٹھ کر کہا۔ کہ صرف ایک سوال کا

جواب دونگا۔ اور بقیہ دو سوالوں کا جواب ابھی میں نہیں دے سکتا ہوں۔ چنانچہ اس نے کہا کہ نجات گیان سے حاصل ہوتی ہے۔ اور آریہ دھرم کا ایشور سرب شکتیمان ہے۔ اور محیط کل ہے۔ اس لئے اس کے گیان سے نجات حاصل ہوتی ہے۔

میں نے جواب میں کہا۔ کہ میں نے آپ سے ایشور کے ذات اور صفات کے متعلق کچھ نہیں دریافت کیا ہے۔ ایشور یعنی خدا کے صفات اس سے بڑھکر اعلیٰ اور حسنیٰ اسلام پیش کرتا ہے۔ اگر اس کے گیان سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ تو اسلام سے بڑھکر خدا کے عرفان اور گیان کو کسی مذہب نے نہیں بتایا ہے۔ ہم تو آریہ دھرم کی خصوصیت نجات کے متعلق پوچھتے ہیں جس کی بنا یقین پر ہو۔

اس کے جواب میں آریہ مباحث نے کہا کہ یہ آپ کا بہت بھاری سوال ہے۔ کوئی اور چھوٹا سا سوال کریں

تب میں نے کہا کہ آپ نے ہمارے اور سوالوں کو چھوڑکر صرف اس ایک سوال کا جواب دینا چاہا تھا اور بزعم خود دیا۔ لیکن جب ہم نے اس میں بھی آپ کی کمزوری دکھائی تو اب آپ کہتے ہیں کہ یہ بہت بھاری سوال ہے۔ کوئی چھوٹا سوال کریں۔ اگر ہمارا سوال بھاری یا اس وقت جواب دینے کے قابل نہ تھا۔ تو آپ نے اس کو قبول کرکے جواب دینے کا حوصلہ کیوں کیا تھا۔ اب جبکہ حقیقی جواب آپ سے ہو نہیں سکتا ہے تو اس کو ٹال کر کہتے ہیں۔ کہ کوئی اور چھوٹا سا سوال کریں۔

جب آریہ مباحث کی کمزوری کو ان کے دیگر پنڈتوں نے دیکھا۔ تو سوامی منیشورانند جی اُٹھے جو کہ ان میں قابل شخص اور لائق لیکچرار تھے۔ اور ابتداءً انہی کو مباحثہ کا صدر بنایا گیا تھا جس سے انھوں نے کسی وجہ سے انکار کردیا تھا۔ لیکن اس وقت آریہ مباحث کو بند ہوتے دیکھ کر سوامی جی ہی گھبرا کر اُٹھے اور صدر جلسہ ماسٹر آتمارام سے کہا کہ میں بحیثیت مباحث کے نہیں بلکہ بحیثیت مشورہ کے یہ کہتا ہوں۔ کہ مولوی صاحب اس سوال کو جانے دیں۔ اور ہماری کتاب سے ہمارے مذہب کا کچھ نقص نکال کر دکھائیں۔

ہماری طرف سے ہمارے بھائی بابو عبدالرحیم صاحب نے کہا کہ یہ سوال نہایت معقول۔ بلکہ لوگوں کے لئے مفید سوال ہے۔ اب بتائیں کہ آپ کے مذہب نے بمقابلہ دیگر مذاہب نجات کا کیا مخصوص طریقہ بتایا ہے۔

پھر صدر جلسہ ماسٹر آتمارام صاحب اُٹھے اور انھوں نے کہا کہ صرف آریہ سماج نجات کی ٹھیکہ دار نہیں۔ ہم تو کہتے ہیں ایک مسلمان مسلمان رہکر بھی نجات حاصل کرنے کے کام کرے گا تو وہ نجات پائیگا۔ چنانچہ ہم مانتے ہیں کہ مولانا روم اور افلاطون اور ارسطو نے بھی مکتی پائی۔

اس پر میں نے کھڑے ہوکر کہا۔ چلو صدر جلسہ نے فیصلہ دیدیا۔ اور مجھکو ڈگری دی۔ کیونکہ انھوں نے کہدیا کہ صرف آریہ دھرم نجات کا ٹھیکہ دار نہیں مسلمان مسلمان رہکر بھی نجات پا سکتا ہے۔ تو کسی کو آریہ مت قبول کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔

اس پر دوران تقریر میں صدر جلسہ نے مجھ سے کہا کہ آپ ہماری تقریر پر تنقید نہ کریں۔ ورنہ آپ بیٹھ جائیں۔ میں نے کہا جس قدر وقت ہماری تقریر کا ہے۔ اس کے درمیان آپ مخل نہ ہوں۔ آپ اس وقت بحیثیت جج کے ہیں۔ آپ اپنی حیثیت کی ہتک نہ کریں۔ آپ نے اپنی زبان سے جو کچھ کہا ہے۔ اس کو آپ کسی طرح بدل نہیں سکتے۔ آپ نے اس وقت یہ کہا ہے۔ کہ آریہ سماج مکتی کی ٹھیکہ دار نہیں ہر مذہب کا انسان بلکہ ایک مسلمان بھی مکتی پا سکتا ہے۔ چنانچہ آپ نے مولانا روم کا نام بھی لیا۔ آپ کی بات آپ کے مباحث سے زیادہ قابل اعتبار ہے

پھر اس کے بعد آریہ مباحث اُٹھا۔ اور اس نے ماسٹر آتمارام صاحب کی تقریر کو سلجھانا چاہا۔ مگر بات بنائے نہ بنی۔ انھوں نے صدر صاحب کی تقریر کو تمثیل میں سمجھایا۔ جس سے ہمارے دعوے کی اور بھی تائید ہوئی۔ پنڈت بالکشن صاحب نے کہا کہ ماسٹر آتمارام صاحب کا مطلب نجات کے متعلق یہ تھا کہ جس طرح دولتمند وہ ہوتا ہے۔ جس کے پاس سونا ہو۔ اب سونا جہاں حاصل ہوجائے۔ وہ دولتمند کہلائیگا۔ یہی حال نجات کا ہے۔

میں نے کہا کہ میں مشکور ہوں کہ آپ نے اور بھی تائید کردی۔ اگر نجات کی مثال سونے اور دولتمند کی طرح ہے تو مانی ہوئی بات ہے۔ کہ صرف آریہ ورت کی زمین سونا نہیں پیدا کرتی۔ بلکہ یورپ اور ایشیا کے دیگر ممالک میں بھی بہت سی سونے کی کانیں ہیں۔ جس جگہ سونا ملجائیگا پانیوالا دولتمند ہوجائیگا۔ پھر آریہ ورت کی یا آریہ دھرم کی خصوصیت نہ رہی اگر آپ کہیں کہ سونا صرف آریہ ورت میں ہی پیدا ہوتا ہے۔ تو یہ غلط ہے۔ اور اگر آپ کہیں کہ ہمارا سونا اعلیٰ ہے۔ تو اس کا ثبوت دیں۔

چونکہ آپ نے برہم گیان کو نجات کا ذریعہ بتایا ہے اس لئے اب آپ اس بات کا ثبوت دیں۔ کہ جو گیان آپکے پاس ہے۔ وہ بمقابلہ دیگر مذاہب کے اعلیٰ ہے اور باقی مذاہب کے پاس برہم گیان ناقص ہے۔

آپ وید سے اس وقت دو ایک اعلیٰ سے اعلیٰ برہم گیان کے نمونہ پیش کریں۔ اگر ان سے بہتر اور بڑھ چڑھ کر نمونہ قرآن کریم سے میں نہ پیش کردوں تو میں مان لونگا کہ آپکا برہم گیان جو وید نے بتایا ہے اعلیٰ ہے۔ زیادہ نہیں تو ایک ہی نمونہ پیش کریں۔ اور اسی وقت مقابلہ کرکے دیکھ لیں۔

اس پر صدر جلسہ نے مجھے کہدیا۔ کہ یہ آپکا آخری وقت ہے اس کے بعد آپ کو پھر تقریر کرنے کا موقعہ نہیں ملیگا۔ اس لئے میں نے اپنی تقریر پوری تشریح اور تمثیل کیساتھ بہت زوردار الفاظ میں بیان کی۔ سارے پنڈال اور تمام عورتوں مردوں میں اس وقت سناٹا چھایا ہوا تھا۔ اور لوگ محویت اور استعجاب سے تقریر کو سن رہے تھے۔ آخر میں میں نے یہ بھی کہدیا کہ اگر اس وقت ہمارے سوالوں کا جواب کوئی نہیں دے سکتا۔ تو ہم اس کو مجبور بھی نہیں کرتے۔ ہم اسی جگہ بمبئی میں رہتے ہیں۔ جب چاہیں اس کا جواب دیں۔ لیکن آپ یاد رکھیں کہ نہ تو اس کا جواب آپ دے سکیں گے۔ اور نہ دنیا کی کوئی اور قوم

دے سکیگی۔۔ اس کا حقیقی اور زندہ جواب۔ اسلام میں احمدیہ سلسلہ کے پاس ہے۔ جس کا مرکز قادیان ہے۔ اور جس کا میں ایک ادنیٰ خادم ہوں۔ اس کے بعد پھر آریہ مباحث نے تقریر کی لیکن ہمارے مطالبہ کا جواب دینے کی جرأت نہ ہوئی۔ جو تقریر کی اس کی غلطی کا اعتراف صدر جلسہ ماسٹر آتمارام صاحب نے اسی وقت کیا۔ اور یہ کہا گیا۔ کہ ہمارے یہاں سماج میں آئیں تو اچھی طرح بات چیت ہوگی۔

جلسہ برخاست ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام کی فتح ہوئی۔ پنڈال کے گیٹ پر کثرت کے ساتھ ہنود اور آریہ ہمارے گرد جمع ہو گئے۔ اور ان سبھوں نے اقرار کیا کہ واقعی آپ کا سوال نہایت عمدہ تھا۔ اور آپ کی تقریر نہایت سنجیدہ اور مہذبانہ تھی۔ افسوس کہ پنڈت صاحب سے جواب نہ ہو سکا۔ اگر اور کوئی بڑا پنڈت ہوتا تو اس کا جواب دیتا۔ پھر صدر جلسہ ماسٹر آتمارام صاحب بھی خود سے آکر ملے اور شکریہ ادا کیا۔

خدا کا شکر ہے کہ یہ سارا سامان آریوں نے اس لئے کیا تھا کہ اسلام کی فتح ہو۔

(حکیم خلیل احمد از بمبئی)

انجمن احمدیہ لائل پور کا چندہ

لائل پور کی انجمن نے صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ میں ۱۶-۱۹۱۵ء میں صرف صدر انجمن کی مدات کے لئے ۴۱۰ روپے ۳ ۔ روپے داخل کئے۔ اور ۱۷-۱۹۱۶ء میں اس انجمن نے ۹۹۴ روپیہ ۱۰ ۔ روپے داخل کئے گویا گذشتہ سال کا چندہ بہ نسبت اس سے پہلے سال کے ۵۸۴ روپیہ ۷ ۔ آنہ ۹ پائی زیادہ آیا۔ مندرجہ بالا اطلاع اس لئے لکھی گئی ہے کہ اخبار الفضل نمبر ۵۸ مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۱۸ء میں شائع ہوا تھا۔ کہ لائل پور کی انجمن پچھلے سال درجہ دوم پر تھی اور اب سوم پر گو یہ صحیح ہے۔ لیکن اس سے غلط فہمی پیدا ہوتی ہے کہ شاید لائلپور کی انجمن نے چندہ میں ترقی نہیں کی۔ حالانکہ چندہ میں انھوں نے بہ نسبت سالِ گذشتہ بہت ترقی کی ہاں درجہ دوم کی بجائے درجہ سوم میں چلے جانے کی وجہ یہ ہوئی کہ اور انجمن آگے بڑھ گئی۔ نہ یہ کہ لائلپور نے بہ نسبت اپنی پہلی حالت کے ترقی نہیں کی۔*

* سید محمد اسحاق سکرٹری صدر انجمن۔

خواجہ حسن نظامی سے چند سوالات

ذیل میں اخبار ستارہ صبح سے ایک صاحب "ناصر علی از جلپور" کا مضمون نقل کیا جاتا ہے۔ جس میں مضمون نگار صاحب نے خواجہ حسن نظامی صاحب سے اس خط وکتابت کے متعلق کچھ سوالات دریافت کئے ہیں۔ جو ان کے اور کاظمی بانو صاحبہ کے درمیان ہوئی تھی۔ اور جسے انھوں نے ۲۱۔ فروری ۱۹۱۸ء کے ستارہ صبح میں شائع کر دیا تھا۔ سوالات نہایت معقول ہونے کے علاوہ متانت۔ اور سنجیدگی کو لئے ہوئے ہونے کی وجہ سے اس قابل ہیں کہ خواجہ صاحب مہر خموشی توڑ کر ان کے جواب کی طرف متوجہ ہوں۔ ہم بھی ان سوالات کو درج کر کے خواجہ صاحب کو جواب دہی کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔

اخیر پر مضمون نگار صاحب نے نہ معلوم غلط فہمی کا شکار ہو کر یا ان منصفانہ سوالات کے دریافت کرنے کے نتیجہ میں اپنے ساتھیوں کے عتاب سے ڈر کر اس بات کا ثبوت دینے کے لئے کہ انھیں جماعت احمدیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لکھا ہے کہ ۷۔ "قادیانیوں سے مباہلہ جب ایک مرتبہ ہو چکا اور اس میں حق ظاہر ہو گیا۔ پھر ہر مرتبہ وہی دنمود مرا آزمودن ہے"۔

اگرچہ ان الفاظ میں کسی ایسے شخص کا نام نہیں لیا گیا۔ جس نے "قادیانیوں" سے مباہلہ کیا ہو لیکن قرائن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس سے مراد مولوی ثناء اللہ صاحب ہی ہیں۔ چنانچہ آگے چل کر ان کا ذکر خیر بھی موجود ہے۔ اور ان سے شکوک رفع کرانے کا مشورہ دیا گیا ہے۔

اس سے اگر ہم یہ سمجھ لیں کہ مضمون نگار صاحب جن سے دوسروں کو شکوک رفع کرانے کا مشورہ دیتے ہیں*۔ تو کوئی بیجا نہ ہوگا۔ اس لئے ہم انھیں مولوی ثناء اللہ صاحب کی ایک تحریر کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ جس سے ان پر واضح ہو جائیگا۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے حضرت مسیح موعود کے ساتھ ہرگز مباہلہ نہیں کیا۔ بلکہ مباہلہ کے لئے سامنے آنے سے ہمیشہ راہ فرار ہی اختیار کی ہے۔

چنانچہ مولوی صاحب موصوف نے اپنے اخبار اہلحدیث ۱۹۔ اپریل ۱۹۰۷ء میں لکھا تھا کہ:۔

"افسوس ہے میں نے تو قسم کھانے پر آمادگی ظاہر کی ہے۔ مگر آپ (حضرت مرزا صاحب) اس کو مباہلہ کہتے ہیں۔ حالانکہ مباہلہ اس کو کہتے ہیں۔ جو فریقین مقابلہ پر قسمیں کھائیں حلف اور قسم تو ہمیشہ ہر روز عدالتوں میں ہوتی ہے۔ لیکن مباہلہ اس کو کوئی نہیں کہتا۔ میں نے حلف اٹھانا کہا ہے مباہلہ نہیں کہا"۔

یہ تحریر صاف طور پر بتلا رہی ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے ہرگز حضرت مسیح موعود کے ساتھ مباہلہ نہیں کیا۔ اور نہ ہی ان میں ایسا کرنے کی جرأت اور دلیری تھی۔ کیا اس تحریر کے پیش کرنے کے بعد ہم مضمون نگار صاحب کی صداقت پسندی سے امید رکھیں کہ وہ اپنے دل سے اس خیال کو نکال دیں گے۔ کہ قادیانیوں سے مباہلہ ایک مرتبہ ہو چکا ہے۔ (ایڈیٹر)

جناب ایڈیٹر صاحب روزانہ اخبار ستارہ صبح ادام اللہ فیوضہم۔ السلام علیکم۔ جناب کے اخبار مطبوعہ ۲۱۔ فروری ۱۹۱۸ء میں تین خطوط مع جواب از جانب کاظمی بیگم صاحبہ وحضرت خواجہ حسن نظامی صاحب طبع ہوئے ہیں۔ ان کی بابت کچھ دریافت طلب ہے۔ کیا جناب کے ذریعہ سے دریافت ہو سکیگا۔

یہ دریافت محض برائے رفع شکوک باطنہ و دفع اوہام فاسدہ ہے۔

خط اول جو از جانب بیگم صاحبہ ہے۔ اس میں صاف الفاظ ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب سے استدعائے نکاح نہیں ہے۔ گو مفہوم اس جانب بھی ہو سکتا ہے۔ جناب خواجہ صاحب نے جن الفاظ سے انکار فرمایا اس سے پایا جاتا ہے۔ کہ گویا ایک فعل ممنوعہ شرعیہ کی نسبت

* خود انھیں کی نگاہ ناز کے کشتہ ہیں۔

تحریص و ترغیب ہوئی۔ کیا ایک کی حیات میں دوسرا عقد ممنوع ہے۔ ہاں یہ بات دوسری ہے کہ لیلیٰ بچشم مجنوں باید دید۔ اور شاید اس سبب سے معتقدوں کی تمیز نہ ہو سکنے سے یہ خوف ہوا اور فواحشہ پر عمل ہے

حضور نے ہدایت فرمائی کہ (تم کو لازم ہے کہ آئندہ کسی شخص کو ایسا خط نہ لکھنا۔ شریف بیگمات کی شان کے لئے یہ بڑے عیب کی بات ہے) اب سوال یہ ہے کہ کیا ایسی تحریر یا تقریر اگر مستورات سے ہو تو اُن کو دسادۂ شرافت سے معزول کر دیتی ہے۔ ذرا نظر کو اور وسیع فرمایئے۔ اور زمانہ آنحضرت رسول اللہ صلعم و صحابۂ کرام کو ملاحظہ فرمایئے (جناب سے زیادہ معلومات نیازمند کو نہیں) کبھی ایسا ہوا ہے اگر جواب اثبات میں ہے۔ تو کیا اُن کی شرافت پر گفتگو ہو سکتی ہے۔ یا اُن کے مقابل شرافت کا کوئی مدعی ہو سکتا ہے۔ تعجب اور غور فرمایئے کہ وقت عقد نکاح ایجاب کس کی جانب سے اور قبول کس کی جانب سے ہوتا ہے۔ اگر یہ اصول صحیح سمجھا جائے۔ تو یہ کیوں خلاف شرافت نہیں سمجھا جاتا۔

اخیر فقرہ قادیانی صاحب کا تو وقت آن پہنچا ہو خدا کرے وہ مباہلہ کے میدان میں سامنے آجائیں۔ پھر دیکھنا کہ خدا کیا دکھاتا ہے۔ دنیا نے یہ عجوبہ کم دیکھا ہوگا۔) کیا آنحضرت صلعم ابودامی فداہ نے بھی ایسا دعویٰ فرمایا تھا۔ قادیانی صاحب کا وقت آخر آن پہنچا۔ یہ کیونکر معلوم ہوا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ پانچ باتوں کا علم خداوند عالم نے کسی کو نہیں دیا اس میں علم الموت بھی ہے۔ اس کے علم کا دعویٰ اگر غائر نظر سے دیکھا جائے۔ تو بہت بڑا دعویٰ ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ حضور نے براہ کشف معلوم کر لیا ہو اگر ایسا ہے۔ تو یہ دعویٰ واسطے اظہار کشف و کرامت کے ہے۔

علاوہ اس کے حضور نے اس دعویٰ میں انشاء اللہ کا لفظ بھی نہیں فرمایا۔ کیا وہ واقعہ کہ انشاء اللہ نہ فرمانے پر ایک بار حضور اقدس صاحب وحی پر وحی کچھ عرصہ کے لئے ملتوی ہو گئی تھی۔ جناب کو یہ یاد نہ رہا ہوگا۔ انشاء اللہ نہ کہنے پر دعوے پر زور دینا کیا صاحب وحی پر افضلیت ظاہر نہیں کرتا۔

دوسرے خط جوابی کی پیشانی (لانہ درگاہ محبوب الٰہی) کیا یہ صحیح ہے۔ اور صحت کی تصدیق کس طرح ہو سکتی ہے۔ (اگر ہم نے خود اپنے کو محبوب الٰہی سمجھ لیا ہے تو پھر کوئی گفتگو نہیں ہے۔) اس خط میں بجواب بیگم صاحبہ (عنداللہ وہ خط واپس فرمایئے) ۔ وہ خط یعنی خط اول۔ حضور نے ارشاد فرمایا (تمہارا سابقہ خط ہم نے چاک کرڈالا ورنہ واپس بھیج دیتا) کیا یہ صحیح ہے۔ نہایت استقلال سے فرمایا گیا کہ (چاک کر دیا) الا پھر دریافت محرر پر محول کیا گیا۔ یہ بھی ظاہر ہوا کہ جوابات تحریرات خود بدولت ترقیم نہیں فرماتے بلکہ یہ خدمت میر دبیر صاحب کے متعلق ہے۔ اس صورت میں ہنگام تحریر جواب میر منشی صاحب سے دریافت فرما لیا گیا ہوگا مگر اب ثابت ہوا کہ خط مذکور چاک نہیں کیا گیا۔ اس غلط گوئی کا ثواب جناب میر دبیر صاحب کی عنایت سے حاصل ہوا۔ بہت خوب۔

حضور نے اُس خط کو واپس فرما دینے کا وعدہ فرمایا۔ وعدہ مومنین ایک قسم کا عہد ہوتا ہے اور عہود کو عینک ان العھد کان مسئولا سے دیکھنا چاہئے۔ خداوند عالم نے تاکید ایفائے عہود فرمائی بلکہ سفاہ فلاح مومنین جن جن امور پر منحصر فرمائی۔ پارہ ۱۸ قد افلح المومنون میں ذکر فرمایا۔ اُس میں یہ بھی ہے وعھدھم راعون۔ اور یہی لوگ وارث فردوس قرار دیئے گئے۔ حضور کی جانب سے ایفائے عہد بشکل وعدہ اس طرح ہوا کہ بجائے واپس ہونے کے اخبار ستارہ صبح میں مطبوعہ نظر آرہا ہے کیا یہی صفت محبوبان بارگاہ ایزدی ہے۔ کیا خدا کے واسطے کا فقرہ لاوبالی ہے۔ اور مقتدایان سلف اس کو ایسا ہی سمجھتے تھے۔ جیسا کہ سمجھا گیا۔

افسوس کہ بیگم صاحبہ کا پرائیوٹ خط اس طرح مشتہر کیا گیا۔ اور تخلقوا بہ اخلاق اللہ کہ اُس کی شان ستاری بھی ہے "گنہ بیند و پردہ پوشد بہ حلم" اور اس کا حکم یہی ہے۔ واذا مروا باللغو مروا کراما۔ پر عمل آوری نہ ہوئی۔

ہاں مولوی ظفر علی خان صاحب نے بھی وقت اشاعت اس جانب توجہ نہ فرمائی۔

حضور نے اس خط میں بیگم صاحبہ کو ہدایت فرمائی (مردوں سے خط و کتابت کرنی درست نہیں) کیا یہ شرعی ممنوعات سے ہے۔ براہ خدام نوازی حوالہ بتلایا جائے۔ بیگم صاحبہ آپ نے اس کے جواب میں ام مومنین حضرت صدیقہؓ کا تذکرہ فرمایا۔ آپ کو خیال ہونا چاہئے کہ یہ جواب درست نہیں۔ جناب صدیقہؓ ام المومنین تھیں۔ اور ماں اپنے بیٹے یا بیٹیوں کو ہر حالت میں لکھ سکتی ہے۔ اگر یہ روایت صحیح بھی ہو۔

حضور نے بیگم صاحبہ کو ہدایت فرمائی (جس مذہب میں پیدا ہوئی ہو وہی قائم رکھو۔) یہ امر بہت صاف ہے کہ عقائد اہل سنن و تشیع میں بہت اختلاف ہے۔ اور بوجہ تضاد ہو نہیں سکتا۔ کہ دونوں برحق ہوں۔

حضور عقائد اہل تشیع میں صرف تبرا و تقیہ کو شنیع فرماتے ہیں۔ اور باقی کو حق سمجھتے ہیں الا تحفہ اثنا عشریہ منتہی الکلام آیات بینات وغیرہ کتب اس کے خلاف رہبری کرتی ہیں۔

تفضیلیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نسبت جو خیال حضور نے اپنا ظاہر فرمایا ہے۔ اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور بھی تفضیلیہ ہیں۔ ایسا فرقہ کوئی اہل تسنن میں معلوم نہیں ہوا۔ اگر ہے تو بتلایا جائے۔

ایک جویائے حق کو یہ ہدایت کہ وہ جس مذہب میں ہے۔ قائم رہے بظاہر غلط رہبری ہے۔ کیا ہنوز وہ زمانہ باقی ہے۔ کہ لکم دینکم ولی دین پر عمل ہو اور ادع الی سبیل ربک بھلا دیا جائے۔

اس تیسرے خط میں جو بیگم صاحبہ نے لکھا ہے وہ حضور ہی کی ہدایت کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ اور پھر حضور نے اُس کا جواب بھی نہیں دیا۔ کہ وہ معصوم حضور کی ہدایات کا غلط سمجھیں۔ اگر حضور کی رائے میں ایسا ہوا ہو تو ....

قادیانیوں سے مباہلہ جب ایک مرتبہ ہو چکا اور اس میں حق ظاہر ہو گیا۔ پھر ہر مرتبہ وہی آزمودہ

وہی آزمودہ را آزمودن ہے۔

بیگم صاحبہ اگر آپ کا مقصود حق طلبی وحق جوئی ہے۔ اور آپ اپنے عقائد کی تصحیح چاہتی ہیں۔ تو جناب مولوی ظفر علی خانصاحب یا جناب مولانا ثناء اللہ صاحب سے اپنے شکوک رفع فرمائیں۔

ہر یکے را بہر کارے ساختند

یہ صاحب آپ کا اطمینان کرا دیں گے۔ بہتر ہوگا کہ چند سے صرف خریدار اخبار ستارہ صبح و اہلحدیث ہو جایئے۔ آپ میں مادہ علمی اس قدر پایا جاتا ہے۔ کہ آپ ان اخبارات کو ملاحظہ کرکے حق و باطل میں تفریق کر سکیں گی۔

(ناصر علی۔ از جبلپور۔ سی پی)

ضروری اطلاع

مسئلہ وفات مسیح او صداقت مسیح موعود پر جناب حافظ روشن علی صاحب کی تقریر کے شائع ہونے میں لکھائی چھپوائی کی .... مشکلات کی وجہ سے کسی قدر تاخیر ہو گئی ہے۔ لیکن اب انشاء اللہ بہت جلد شائع ہو جائیگی۔ یہ تقریر جس قدر چھپوائی گئی اس کے نصف سے زائد کی درخواستیں بعض احباب کی طرف سے پہلے سے ہی آچکی ہیں۔ دیگر دوست بھی اگر ابھی سے اطلاع دے دیں تو بہتر ہو۔ ورنہ ممکن ہے بعد میں تقریر کے ختم ہو جانے کی وجہ سے ان کے ارشاد کی تعمیل نہ ہو سکے تقریر چالیس صفحوں میں آئی ہے۔

قیمت ۲/۔ فی کاپی۔ ایک روپیہ یا اس سے زائد کے لئے ۲ فی کاپی ہے۔ ملنے کا پتہ

(منیجر کتبخانہ احمدیہ قادیان)

خط و کتابت کے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

ہر نبی محدث ہوتا ہے

چند روز ہوئے حکیم محمد حسین صاحب تاجر مرہم عیسیٰ نے اپنے ایک مضمون مندرجہ پیغام میں لکھا کہ "ہر نبی محدث ہوتا ہے"۔ کہنا بے علمی کی شامت ہے۔ یہ کس نادان کا قول ہے۔ جو حجت بنا لیا گیا ہے۔ یہ عقل و نقل کے خلاف ہے۔ وغیر ذالک۔ میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ مسیح موعود کو گالیاں نہ دیجئے۔ یہ اسی مقدس وجود کا قول ہے جسے تم اپنا مرشد و ہادی سمجھتے نہیں تو کم از کم زبان سے کہتے ضرور ہو۔ اور اسی کے نام کے صدقے میں ٹکے کما رہے ہو حکیم صاحب اس پر بہت تیز ہو گئے۔ اور بجائے اعتراف قصور کے کھسیانے ہو کر گالیاں دینے لگے۔ ارشاد ہوتا ہے

اکمل اجمل نے کیسی بے ایمانی کیسی حماقت کیسی جہالت۔ کیسی سفاہت کیسی بیحیائی سے۔

یہ تو ابھی ایک ہی فقرہ ہے۔ سارا مضمون تو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ بہر حال میں حکیم صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ انھوں نے میرا بڑا لحاظ لیا۔ اور تہذیب سے کام لیا۔ ورنہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ (مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے) کی قوت قدسیہ کو اتنا کمزور نہیں سمجھتا۔ جو صرف ۶ ہی گالیوں پر ان کے نفتگے اکتفا کریں۔ خصوصا جب کہ مولانا احسن امروہی کی دعائیں اور ہدائتیں ان کے شامل حال ہوں

حکیم صاحب فرماتے ہیں۔ نبی کو محدث کہنا گویا یہ کہنا ہے کہ نبی غیر نبی ہے۔ یہ ایک غلط فہمی ہے۔ جسے ظاہر کرنے کے لئے میں ان کے قول کے سامنے ایک اور قول اسی قسم کا لکھتا ہوں۔

آپ ہی لکھتے ہیں محدث اور نبی ایک نہیں۔ پھر یہ کہتے ہیں ہر نبی محدث بھی ہوتا ہے۔ جب ایک نہیں تو ہر ایک نبی محدث کس طرح ہوا۔۔۔۔ ۔۔۔ کیا ہر ایک نبی غیر نبی بھی ہوتا ہے۔

صالح اور نبی ایک نہیں (کیونکہ ہر صالح نبی نہیں ہوتا) پھر یہ کہتے ہیں ہر نبی صالح بھی ہوتا ہے۔ جب ایک نہیں تو ہر ایک نبی صالح کس طرح ہوا۔۔۔۔ ۔۔۔ کیا ہر ایک نبی غیر نبی بھی ہوتا ہے۔

دیکھا حکیم صاحب! اب آپ اپنی غلطی سمجھے۔ آپ کے نزدیک نبی کو صالح کہنا بھی جائز نہیں۔ کیونکہ بقول آپ کے اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ نبی غیر نبی ہے۔ حالانکہ قرآن مجید میں انبیاء کے لئے ومن الصالحین آیا ہے اصل بات یہ ہے کہ نسبت چار قسم ہے۔ متساوی۔ متباین عموم و خصوص مطلق۔ عموم و خصوص من وجہ پس مسئلہ متنازعہ فیہا میں جہاں یہ کہا گیا ہے۔ کہ محدث اور نبی ایک نہیں وہاں یہ مراد ہے۔ کہ ان میں نسبت متساوی نہیں۔ اور جہاں یہ فرمایا کہ ہر نبی محدث ہوتا ہے وہاں یہ مطلب ہے کہ ان میں نسبت عموم و خصوص ہے۔ پس آپ کا یہ کہنا کہ "ہر نبی محدث ہوتا ہے" کہنا علم منطق سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ ہر نبی صالح ہوتا ہے یہ بالکل صحیح ہے۔ مگر ایسا کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر ایک صالح بھی نبی ہوتا ہے۔ کل انسان حیوان۔ صحیح ہے۔ مگر کل حیوان انسان نہیں کہیں گے۔ آپ فرماتے ہیں۔

ان النبی محدث لکھ کر اگلے لفظ والمحدث نبی نہ لکھنا۔ محض شرارت اور بے ایمانی ہے۔

میں عرض کرتا ہوں کہ "والمحدث نبی" نہ لکھنے سے ان النبی محدث" میں کچھ فرق نہیں آتا۔ اس لئے یہ شرارت اور بے ایمانی نہیں۔ البتہ یہ شرارت اور بے ایمانی یقینا ہے کہ "والمحدث نبی" کے ساتھ جو قید لگی ہوئی ہے "باعتبار حصول نوع من انواع النبوۃ" اسے ذکر نہ کیا جاوے کیونکہ حضرت اقدس نے ہر نبی کو محدث بلا شرط فرمایا مگر ہر محدث کو نبی بلا شرط نہیں بلکہ اس اعتبار سے فرمایا۔ کہ اس میں ایک نوع نبوت کی انواع میں سے ہوتی ہے۔ یعنی محدث جزوی نبی ہوتا ہے۔ امید ہے اب اس مسئلہ پر مزید گفتگو کی ضرورت نہ ہوگی۔ اور آپ مسیح موعود کو نادان کم علمی کا شامت زدہ اور عقل و نقل کے خلاف بات کہنے والا بول بول کر ہمیں دکھ نہ دینگے۔ (اکمل ۲۰ مارچ [illegible])

سلہ وگرنہ یہاں جزوی نبوت کا ذکر تھا تو پھر ساتھ قید لگانے کی ضرورت نہیں

ایک داستان پارینہ

مولوی محمد علی صاحب وغیرہ اصحاب کی توجہ کے قابل

مجھے ابتدا میں مولوی محمد علی صاحب ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب ڈاکٹر محمد حسین صاحب و شیخ رحمت اللہ صاحب سے بہت حسن ظن تھا۔ اور میں ان لوگوں کو سلسلہ کا نہایت معزز و کریم رکن سمجھتا تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ میں نے بمبئی سے آکر احمدیہ بلڈنگز کو ایک نہایت مقدس مقام اور احمدیت کا مرکز سمجھ کر وہاں قیام کیا۔ اور قریبًا دو سال تک وہاں رہا۔ مگر اتنے عرصہ کے قیام نے میرے خیالات کو بالکل بدل دیا۔ اور میں احمدیہ بلڈنگز کو احمدیت کے خلاف ایک خطرناک سازشی مقام سمجھنے لگا۔ اور ان لوگوں کو حقیقتًا سلسلہ کا دشمن یقین کرنے لگا۔ کیونکہ لگاتار ایسے واقعات و مشاہدات ہوتے رہتے تھے کہ جن سے میری حسن ظنی بالکل کافور ہوگئی۔ اور مجھے ان لوگوں سے نفرت ہونی شروع ہوگئی۔ اسی اثناء میں حضرت خلیفہ اول کا ایک خط ڈاکٹر محمد حسین کے نام میری نظر سے گذرا۔ جس کا مضمون یہ تھا۔ "آپ کا پیغام جنگ پہنچا۔ مولوی محمد علی۔ اور خواجہ کمال الدین کی بیعت کر لو۔ انا للہ و انا الیہ راجعون"۔ خوب حق بیعت ادا کیا۔ اس پر میں نے فیصلہ کر دیا کہ حقیقت میں یہ لوگ سلسلہ کے دشمن ہیں۔ اور کامل یقین مجھے اس کے متعلق ہو گیا۔ بلکہ میں تو اس فقرہ سے کہ مولوی محمد علی اور خواجہ کمال الدین کی بیعت کر لو اس نتیجہ پر پہنچ گیا۔ کہ حضرت خلیفہ اول نے ان لوگوں کو بیعت سے خارج کر دیا۔ اور یہ اب احمدی نہیں رہے چنانچہ میں نے ایک خط احمدیہ بلڈنگز کے مفصل حالات کے متعلق لکھ کر حضرت خلیفہ اول کی خدمت میں بھیج دیا۔ اور اس میں کھول کر عرض کر دیا کہ حضور کے بعد یہ لوگ بڑے سخت فتنے پیدا کریں گے۔ اور یہ لوگ سلسلہ کے در پردہ جانی دشمن ہیں۔ اور وہ سب باتیں جو ان کی طرف سے حضرت کے بعد پے در پے ظہور میں آئی ہیں۔ میں نے نہایت تفصیل سے پہلے لکھ دی تھیں جو اب لفظ بہ لفظ سب پوری ہو رہی ہیں۔ اور یہ بھی لکھا تھا کہ خفیہ ٹریکٹ وغیرہ جو شائع ہو رہے ہیں وہ احمدیہ بلڈنگز کی ہی کارگذاری ہے۔ اور ڈاکٹر محمد حسین وغیرہ سب لوگ اس میں شامل ہیں۔ اور میں نے یہ بھی لکھا کہ حضور کے ان الفاظ کے دیکھنے سے کہ خواجہ کمال الدین و محمد علی کی بیعت کر لو میں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ یہ لوگ بیعت سے خارج ہو گئے ہیں۔ کیا یہ صحیح ہے۔ مجھے تو اب ان کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں معلوم ہوتا۔ کیونکہ میرے خیال میں یہ احمدی نہیں رہے۔ جب میرا یہ خط حضرت کی خدمت میں پہنچا۔ تو اس وقت مولوی محمد علی حضرت کے پاس بیٹھے تھے۔ اور غالبًا حضرت خلیفہ ثانی بھی تشریف رکھتے تھے۔ حضرت نے میرا یہ خط پڑھ کر مولوی محمد علی صاحب کو دے دیا اور کہا کہ جواب لکھ دو۔ حضرت مولوی صاحب کا تو یہ مطلب تھا کہ مولوی محمد علی اس خط کو پڑھ کر شرمائیں گے۔ اور اپنی اصلاح کریں گے۔ مگر انھوں نے میرا اصل خط تو ڈاکٹر محمد حسین کو لاہور بھیج دیا۔ اور مجھے اپنے خط میں یہ لکھ دیا۔ کہ بات میں سے بات نہیں نکالنی چاہئے اور پہلے تحقیق کرنا چاہئے۔ جب میں نے یہ لکھا کہ بات میں سے بات تو آپ خود نکال رہے ہیں۔ جبکہ یہ لکھ رہے ہیں۔ کہ جس فقرے سے آپ نے یہ مطلب نکالا کہ ڈاکٹر محمد حسین شاہ بیعت سے خارج ہو چکے۔ اس فقرہ سے بدرجہ اولیٰ یہ مطلب بھی آپ نے نکالا ہوگا کہ محمد علی بھی بیعت سے خارج ہو چکا۔ کیونکہ اس کے لفظ یہ تھے کہ محمد علی اور کمال الدین کی بیعت کرو۔ اگر وہ جسے بیعت کرنے کے لئے کہا گیا ہے خارج ہو سکتا ہے۔ تو جس کی بیعت کی جائے۔ وہ بدرجہ اولیٰ خارج سمجھنا چاہئے۔ بلکہ مستحق قتل" اور مجھے گڑھے سے نکالتے ہوئے آپ خود کوئیں میں جا پڑے۔ تو انھوں نے اپنی زود رنج اور مغلوب التعصب طبیعت سے لاچار ہو کر مفصلہ ذیل خط مجھے لکھا۔

"۵۔ دسمبر ۱۳ء

جناب من۔ السلام علیکم

آپ کا خط پہنچا۔ مجھے اس بحث میں پڑنے کے لئے کافی فرصت نہیں۔ مگر چند باتیں ہیں۔ ممکن ہے ان سے آپ کی غلط فہمی دور ہو جائے۔

۱۔ کیا حضرت صاحب کی طرف رجوع کرنے کے یہ معنی تھے کہ آپ یہ لکھتے کہ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ ضرور گمنام ٹریکٹ کے لکھنے میں شامل ہیں۔

۲۔ پھر آپ اپنی رائے لگا کر کہ اس فقرہ کے یہ معنی ہم سمجھتے ہیں کہ وہ بیعت سے خارج ہو چکے۔ حضور ہمیں اطلاع دیں کہ آیا یہ درست ہے۔ خط لکھتے۔ اپنی رائے کو تو پہلے آپ نے پیش کر دیا۔

۳۔ پھر آپ نے یہ بھی لکھا۔ کہ آپ خود سر بہت سے درست یہ سمجھتے ہیں۔ کیا آپ خدا کی قسم کھا سکتے ہیں کہ آپ نے صرف حضرت صاحب سے ہی رجوع کیا اور کسی دوسرے سے ذکر نہیں کیا۔

۴۔ جس فقرہ سے آپ نے یہ مطلب نکالا کہ ڈاکٹر محمد حسین شاہ بیعت سے خارج ہو چکے۔ اسی فقرہ سے بدرجہ اولیٰ یہ مطلب بھی ضرور آپ نے نکالا ہوگا۔ کہ محمد علی بھی بیعت سے خارج ہو چکا۔ کیونکہ اس کے لفظ یہ تھے کہ محمد علی اور کمال الدین کی بیعت کرو۔ اگر وہ جسے بیعت کرنے کے لئے لکھا گیا ہے خارج ہو سکتا ہے۔ تو جن کی بیعت کی جاتی ہے وہ بدرجہ اولیٰ خارج سمجھنے چاہئے۔ بلکہ مستحق قتل۔

۵۔ کیا آپ نے اس خط میں یہ نہ لکھا تھا کہ احمدیہ بلڈنگز ایک خطرناک مقام ہو رہا ہے۔ اور دونوں ڈاکٹر صاحبان کو اسے خطرناک بنانے میں شامل نہ کیا تھا؟

۶۔ کارڈ پر جواب دیتے وقت مجھے یہ خیال نہیں آیا کہ کوئی دوسرا اس کو خود بخود پڑھ لیگا۔ مجھے یقین ہے کہ اگر لفافہ ہوتا تو بھی اسی قدر اعلان آپ اس کا کرتے جس قدر اب کیا ہے۔ صرف مضمون تھوڑا ہونے کی وجہ سے کارڈ لکھ دیا تھا۔ اگر یہ صحیح ہو کہ آپ نے تو اس کارڈ کا مضمون کسی کو نہیں بتایا۔ لوگوں نے خود پڑھ لیا

تو میں اپنی غلطی تسلیم کرنے کو تیار ہوں

۷- میں جن لوگوں کو آپ سے زیادہ بزرگ جانتا ہوں - اور جن کے ساتھ تعلقات بھی بہت پرانے تھے - ان سے اس سے زیادہ سن چکا ہوں - جس قدر آپ سنا سکتے ہیں - بیشک دل کھول کر جو چاہیں کہہ لیں - آپ کے دل کو تکلیف نہ ہو - میرا کوئی حرج نہیں - والسلام خاکسار محمد علی"

اس خط سے ناظرین فوراً اس نتیجہ پر پہنچ جائیں گے - کہ جس میرے خط کے جواب میں مولوی محمد علی صاحب کا یہ خط ہے - اس کا ایک ایک لفظ ان کی ذات سے پورا ہو رہا ہے - اور جو کچھ میں نے لکھا تھا وہ سب نتیجے ان کی طرف سے پیدا ہو رہے ہیں -

اگر مولوی محمد علی صاحب میں کچھ اخلاقی جرأت ہے تو میرے اصل خط کو شائع کر دیں تاکہ دنیا دیکھ لے کہ میرے جس مضمون پر مولوی محمد علی اور ڈاکٹر محمد حسین سخت چراغ پا ہو رہے تھے اب وہ سب کچھ ان کی ذات سے پورا ہو رہا ہے یا نہیں - اور حضرت مولوی صاحب جس قدر ان لوگوں سے ناراض رہتے تھے وہ بھی اظہر من الشمس ہے - معلوم نہیں یہ لوگ اس سلسلہ کو کیا سمجھ کر اس میں داخل ہوئے تھے - اب تو یہ حالت ہو گئی ہے کہ نہ احمدی ہیں اور نہ غیر احمدی - نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ اودھر کے رہے نہ اودھر کے رہے ادھر میں لٹک رہے ہیں -

مولوی صاحب خدا کے لئے آپ لوگ اپنی حالتوں پر تنہائی میں بیٹھ کر غور کیجئے اور رحم کیجئے اب بھی وقت ہے - خدا تعالیٰ کا غضب آپ لوگوں کے سروں پر منڈلا رہا ہے - صبح کا بھولا اگر شام کو گھر آ جائے - تو اس کو بھولا نہیں کہتے - سعید اور معزز ہے وہ انسان جو اپنی غلطی کا اعتراف کرے - اور بدبخت و شقی ہے وہ جو غلطی پر خواہ مخواہ اڑا رہے - آپ نے ایسے حرکات کر کے کیوں اپنی عزت کو خاک میں ملایا -

خاکسار محمد عثمان قریشی احمدی سپروائزر ریلوے ڈبلوئی

فہرست نومبائعین

یہ نمبر شمار جنوری ۱۹۱۸ء سے شروع ہوتا ہے مگر اسے بالکل مکمل نہ سمجھنا چاہیئے - بعض ایسے لوگ جو قادیان آ کر بیعت کرتے ہیں - اُن کے نام محفوظ رکھنے کی اس وقت تک کوئی مناسب تدبیر نہیں کی گئی - پھر بعض ڈاک کے ذریعہ بیعت کرنے والوں کے نام بھی مہتمم ڈاک کی فہرست سے کسی نہ کسی باعث سے رہجاتے ہیں - دفتر الفضل کو جس قدر نام مہیا ہو سکتے ہیں - ان کو شائع کر دیا جاتا ہے - اور انھیں کا یہ نمبر شمار ہے - (ایڈیٹر)

بابت ماہ فروری ۱۹۱۸ء

نمبر	نام	ضلع
۲۷۸	محمد دین ماچھی صاحب	ضلع گجرات
۲۷۹	ہمشیرہ علی اکبر صاحب	〃 لاہور
۲۸۰	چراغ الدین صاحب	〃 امرتسر
۲۸۱	محمد نصیر الدین صاحب	〃 منظفر پور
۲۸۲	غلام احمد صاحب	〃 گورداسپور
۲۸۳	دین محمد صاحب	〃
۲۸۴	علی محمد صاحب	〃
۲۸۵	اسمعیل صاحب	〃
۲۸۶	قادر حسین صاحب	〃
۲۸۷	نواب بی بی صاحبہ	〃
۲۸۸	سردار بیگم صاحبہ	〃
۲۸۹	مہراں بی بی صاحبہ	〃
۲۹۰	بدرالدین صاحب	〃
۲۹۱	دختر 〃	〃
۲۹۲	نسیم بی بی صاحبہ	〃
۲۹۳	علی اکبر صاحب	〃
۲۹۴	فرزند 〃	〃
۲۹۵	فرزند 〃	〃
۲۹۶	شیر محمد صاحب	〃
۲۹۷	سلطان احمد صاحب	〃
۲۹۸	محمد طفیل صاحب	ضلع گورداسپور
۲۹۹	فضل بی بی صاحبہ	〃
۳۰۰	زینب بی بی صاحبہ	〃
۳۰۱	ام کلثوم صاحبہ	〃
۳۰۲	عائشہ بی بی صاحبہ	〃
۳۰۳	بہادر صاحب	ضلع ہزارہ
۳۰۴	احمدو صاحب	〃
۳۰۵	محمود صاحب	〃
۳۰۶	اہلیہ فضل دین صاحب	〃
۳۰۷	اہلیہ رحمت اللہ صاحب	〃
۳۰۸	مسماۃ جیو صاحبہ	〃
۳۰۹	منشی غلام احمد صاحب	شملہ
۳۱۰	مسعود خانصاحب	ضلع پوری
۳۱۱	خدابخش خانصاحب	〃
۳۱۲	شعبان خانصاحب	〃
۳۱۳	حاجی خانصاحب	〃
۳۱۴	شیخ سبحان صاحب	〃
۳۱۵	امانت اللہ خاں صاحب	〃
۳۱۶	حشمت علی خاں صاحب	〃
۳۱۷	غلام احمد خاں صاحب	〃
۳۱۸	الٰہی بخش صاحب	〃
۳۱۹	محرم خاں صاحب	〃
۳۲۰	شیخ عبدالغنی صاحب	〃
۳۲۱	فارق محمد صاحب	〃
۳۲۲	آزاد خاں صاحب	〃
۳۲۳	رحمت اللہ خاں صاحب	〃
۳۲۴	اہلیہ رحمت اللہ خانصاحب	〃
۳۲۵	چاند بی بی صاحبہ	〃
۳۲۶	رشیدہ بی بی صاحبہ	〃
۳۲۷	مریم بی بی صاحبہ	〃
۳۲۸	زبیدہ خاتون صاحبہ	〃
۳۲۹	کندن بیوی صاحبہ	〃
۳۳۰	یوسف خاں صاحب	〃
۳۳۱	دختر نسیم خاں صاحب	〃

نمبر	نام	ضلع
۳۳۲	اہلیہ جامی خاں صاحب	ضلع پوری
۳۳۳	والدہ عبدالحمید صاحب	״
۳۳۴	اہلیہ عبدالحمید صاحب	״
۳۳۵	والدہ مداری خاں صاحب	״
۳۳۶	اہلیہ یونس خانصاحب	״
۳۳۷	اہلیہ یعقوب خاں صاحب	״
۳۳۸	واحد خاں صاحب	״
۳۳۹	اہلیہ واحد خانصاحب	״
۳۴۰	دختر واحد خانصاحب	״
۳۴۱	زوجہ عظمت خانصاحب	״
۳۴۲	مفیدن صاحبہ	״
۳۴۳	دختر عظمت خاں صاحب	״
۳۴۴	صاحب خاں صاحب	״
۳۴۵	زوجہ صاحب خاں صاحب	״
۳۴۶	پری خاں صاحب	״
۳۴۷	اہلیہ پری خاں صاحب	״
۳۴۸	شیخ رمضان صاحب	״
۳۴۹	اہلیہ شیخ رمضان صاحب	״
۳۵۰	شیخ عثمان صاحب	״
۳۵۱	اہلیہ شیر علی صاحب	״
۳۵۲	والدہ شیر علی صاحب	״
۳۵۳	اہلیہ شیخ جعفر صاحب	״
۳۵۴	حضرت بی بی صاحبہ	״
۳۵۵	دختر شیخ دری صاحب	״
۳۵۶	شیخ دری صاحب	״
۳۵۷	پنچاتی بی بی صاحبہ	״
۳۵۸	دختر شیخ گلزار صاحب	״
۳۵۹	تاج خاں صاحب	״
۳۶۰	دختر تاج خاں صاحب	״
۳۶۱	کریم خاں صاحب	״
۳۶۲	رحم خاں صاحب	״
۳۶۳	عبدالستار خاں صاحب	״
۳۶۴	جمدو خاں صاحب	״
۳۶۵	اہلیہ سبحان خاں صاحب	״

نمبر	نام	ضلع
۳۶۶	دائم خاں صاحب	ضلع پوری
۳۶۷	شراب خاں صاحب	״
۳۶۸	مصاحب خاں صاحب	״
۳۶۹	اہلیہ تراب علی صاحب	״
۳۷۰	سونا خاں صاحب	״
۳۷۱	اہلیہ عبدالعزیز صاحب	״
۳۷۲	اہلیہ وارث علی صاحب	״
۳۷۳	اہلیہ محمد یوسف صاحب	״
۳۷۴	اہلیہ شیخ عثمان صاحب	״
۳۷۵	اہلیہ شیخ محمد صاحب	״
۳۷۶	زوجہ حسن خاں صاحب	״
۳۷۷	والدہ حسن خاں صاحب	״
۳۷۸	دختر حسن خاں صاحب	״
۳۷۹	شیر علی خاں صاحب	״
۳۸۰	نصیر خاں صاحب	״
۳۸۱	رحمو خاں صاحب	״
۳۸۲	زوجہ رحمو خاں صاحب	״
۳۸۳	محرم خاں صاحب ثانی	״
۳۸۴	والدہ شیخ اجال صاحب	״
۳۸۵	زوجہ شیخ اجال صاحب	״
۳۸۶	زوجہ شیخ دری صاحب	״
۳۸۷	پہلوان خاں صاحب	״
۳۸۸	عثمان خاں صاحب	״
۳۸۹	محمد عثمان صاحب	״
۳۹۰	جمشید خاں صاحب	״
۳۹۱	زوجہ جمشید خاں صاحب	״
۳۹۲	شیخ شعبان صاحب	״
۳۹۳	عمر علی محمد صاحب	ضلع پوری
۳۹۴	زوجہ عمر علی محمد صاحب	״
۳۹۵	شیخ سبحان صاحب ثانی	״
۳۹۶	رحمان خاں صاحب	״
۳۹۷	جمد خاں صاحب	״
۳۹۸	شیخ عبدالغفار صاحب	״
۳۹۹	قربان محمد صاحب	״
۴۰۰	اہلیہ قربان محمد صاحب	״

نمبر	نام	ضلع
۴۰۱	اہلیہ گلزار خاں صاحب	ضلع پوری
۴۰۲	عسکری خاں صاحب	״
۴۰۳	اہلیہ عسکری خاں صاحب	״
۴۰۴	قاسم خاں صاحب	״
۴۰۵	اہلیہ قاسم خاں صاحب	״
۴۰۶	عبدالسبحان صاحب	״
۴۰۷	اہلیہ عبدالسبحان صاحب	״
۴۰۸	محرم صاحب ثالث	״
۴۰۹	اہلیہ محرم صاحب ثالث	״
۴۱۰	دری خاں صاحب	״
۴۱۱	اہلیہ دری خاں صاحب	״
۴۱۲	دین محمد صاحب ولاتی	״
۴۱۳	شیخ گانی صاحب	״
۴۱۴	شیخ گلزار صاحب	״
۴۱۵	شادی کمیدان صاحب	״
۴۱۶	حوکی خاں صاحب	״
۴۱۷	فقیر محمد صاحب	״
۴۱۸	مصاحب خاں صاحب	״
۴۱۹	سبحان خان صاحب	״
۴۲۰	علی محمد صاحب	״
۴۲۱	شیخ حیات صاحب	״
۴۲۲	شیخ محمد الدین صاحب	״
۴۲۳	شیخ اکبر صاحب	״
۴۲۴	صاحب علی خاں صاحب	״
۴۲۵	داور صاحب	״
۴۲۶	شیخ فائط صاحب	״
۴۲۷	شیخ فاضل صاحب	״
۴۲۸	شیخ قادر محمد صاحب	״
۴۲۹	بارہ خاں صاحب	״
۴۳۰	جعفر محمد صاحب	״
۴۳۱	اسد اللہ خانصاحب	״
۴۳۲	تراب علی خاں صاحب	״
۴۳۳	شیخ اللہ بخش صاحب	ضلع پوری
۴۳۴	محمد یونس صاحب	״
۴۳۵	شیخ عظمت صاحب	״

۴۳۶ محمد فیاض الدین صاحب ضلع پوری ۴۳۷ شیخ شیر علی خاں صاحب ضلع پوری ۔ ۴۳۸ شجاعت محمد صاحب ضلع پوری ۴۳۹ سردار خاں صاحب ضلع پوری ۔ ۴۴۰ ناصر محمد صاحب ضلع پوری ۴۴۱ [illegible] صاحب ضلع پوری

۴۴۲ الدرسکا خانصاحب ضلع پوری ۴۴۳ شیخ واحد صاحب ضلع پوری ۴۴۴ نور بخش صاحب ضلع پوری ۴۴۵ گلاب علی صاحب ضلع پوری ۴۴۶ محمد زمان علی صاحب ضلع پوری ۔ ۴۴۷ صالت خاں صاحب ضلع پوری ۴۴۸ محمد زبیر الدین صاحب ضلع پوری ۴۴۹ محمد مظہر علی صاحب ضلع پوری

ہنگامہ یورپ

محاذ فرانس پر جرمن حملہ شروع ہو گیا لنڈن ۲۱ مارچ آج شب کی برطانی رپورٹ مظہر ہے کہ غنیم نے قریبًا علی الصباح وینڈہول کے نواح میں اور سینٹ کونٹن کے جنوب سے دریائے سکارپ تک تمام محاذ پر شدید گولہ باری شروع کر دی۔

آتشباری کی وسعت لنڈن ۲۱ مارچ۔ ہیڈ کوارٹرز سے رائٹر کا نامہ نگار رقمطراز ہے کہ برطانی رپورٹ میں غنیم کی جس شدید آتشباری کا ذکر ہے۔ وہ عملًا دریائے سکارپ سے لیکر تمام برطانی محاذ پر وسعت پذیر ہوئی ہے غنیم گیس کے پھٹنے والے گولے بھی استعمال میں لا رہا ہے۔ فلوربیز کے نواح کا ہوائی کرہ گرج سے بھرا ہوا ہے۔ ہمارا توپخانہ بھی نہایت سرگرمی سے جواب دے رہا ہے

پچاس میل کے محاذ پر جنگی کارروائی لنڈن ۲۱ مارچ دیوان عام میں مسٹر بونر لا نے بیان کیا۔ کہ جرمنوں نے جو جارحانہ کارروائی کی ہے۔ وہ پچاس میل کے محاذ پر اسکارپ سے آمیز تک یہ کارروائی ایک عظیم پیمانہ پر کی گئی ہے۔ تازہ ترین اطلاع کر معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہماری فوج کی بڑھی ہوئی چوکیوں کے ایک حصہ پر جہاں ہمارا خط مدافعت بہت ہی کمزور تھا ہماری فوج نے تازہ احکام کے بموجب پیچھے ہٹ کر کرہ حرب میں حصہ لے لیا۔ اس اطلاع سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایسی کارروائی اور کسی جگہ نہیں ہوئی۔

جرمنی کا حملہ اچانک نہیں ہوا۔ غنیم نے یہ حملہ کوئی اچانک نہیں کیا اور یہ جو کچھ ہوا ہے اس پر گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے پہلا حملہ ہمارے خط دفاع پر کیا گیا جس کی ہمیں پہلے سے امید تھی۔ چنانچہ تین دن پیشتر فوجی مستقر سے یہ اطلاع مل چکی تھی۔ کہ غنیم بہت جلد حملہ آور ہوگا۔

دشمن کی ٹڈی دل فوجیں یہ جنگ ہر ایک لحاظ سے بہت ہی عظیم ہے۔ ۲۲ مارچ کو جو معرکہ ہوا ہے اس میں معلوم ہوا کہ غنیم کے ۱۹ ڈویژن ہمارے خلاف لڑ رہے ہیں۔ شدید گولہ باری کے ساتھ چھوٹے چھوٹے حملے کئے گئے جنہیں ہم نے پسپا کر دیا۔ اس کے بعد غنیم نے صبح کے ساڑھے آٹھ اور دس بجے کے درمیان نہر ڈیونارڈ پر متواتر حملے شروع کر دیئے۔ غنیم کی تین فوجی قطاریں سمندر کی امنڈتی ہوئی لہروں کی طرح یکے بعد دیگرے ہم پر آ پڑیں۔ ان کے علاوہ ٹڈی دل فوج کی اور بھی کمک پہنچ گئی تھی۔ دوپہر تک یہ معرکہ ہوتا رہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمیں اپنے خط دفاع سے بعض مقامات پر پیچھے ہٹنا پڑا پانچ بجے غنیم کی تازہ دم فوج نے پھر شدت کے ساتھ فارمین اس کوریس کے شمال مغربی جانب حملہ کیا لیکن اس حملہ کو ہمارے کلدار توپوں کی گولہ باری نے روک دیا۔ جرمنی نے ڈویاگنس پر قبضہ کر لیا۔ ہم نے شام کے سات بجے متحرک فولادی قلعوں اور فوج کے ساتھ مل کر غنیم پر حملہ کیا۔ اور پھر کھوئے ہوئے مقام پر قبضہ کر لیا۔

کمک ابھی آ رہی ہے غنیم اس جنگ میں اپنی بہترین اور چیدہ فوج لا رہا ہے۔ جس میں گارڈ فوج کے ۔۔ ڈویژن بھی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ غنیم اور مزید فوجیں میدان جنگ میں لا رہا ہے۔

کس قدر فوج سے حملہ کیا گیا شناخت سے پایا جاتا ہے کہ ابتدائی حملہ میں جرمنوں کی ۴۰ ڈویژن فوج شامل تھی۔ اور آسٹروی باتریاں بھی اسی مدد دے رہی تھیں۔ اس کے بعد جرمنوں کے بہت سے اور ڈویژن بھی اس میں شامل ہوئے ہیں۔ اور مزید ڈویژن آ رہے ہیں۔ مزید نہایت شدید جنگ کی توقع کی جاتی ہے۔

توپوں اور فوجوں کی تعداد لنڈن ۲۳ مارچ مسٹر فلپ گبس فرانس سے بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ہماری فوج آج سینٹ کونٹن کی دہنی جانب دشمن کے حملوں کا مقابلہ کر رہی ہے۔ ۹ جرمن ڈویژنوں نے ایک مقام پر ہمارے تین ڈویژنوں کا مقابلہ کیا ایک سپاہی کا بیان ہے۔ کہ غنیم نے اس انداز میں پیشقدمی کی کہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا شہد کے چھتے سے مکھیاں نکل آئی ہیں۔ ایک سپاہی گولی کا نشانہ بنایا جاتا تھا۔ تو زیادہ تعداد میں سپاہی نمودار ہو جاتے تھے۔

برطانوی افواج کی شجاعت لنڈن ۲۳ مارچ رائٹر کا نامہ نگار برطانی فوجی ہیڈ کوارٹر سے اطلاع دیتا ہے۔ کہ ذمہ وار حلقوں کو فوج کی بہادری اور دلیری پر پورا اعتماد ہے۔ اس وقت تک ہمارا کوئی ڈویژن نہ لڑکھڑایا ہے۔ اور نہ اس امتحان میں فیل ہوا ہے۔ دس ہزار گز کے نواح میں جرمنوں نے پندرہ پندرہ گز کے فاصلہ پر ایک توپ نصب کی ہے۔ ان میں خندقی توپیں شامل نہیں ہیں۔

پسپائی کی وسعت مسٹر فلپس فرانس سے خبر دیتے ہیں۔ کہ شدید ترین جنگ ہمارے بازو پر وقوع میں آ رہی ہے۔ غنیم کا شمالی بازو اس لائن پر ہے۔ جہاں ہم جمعرات کے روز پیچھے ہٹ آئے تھے۔ یعنی مواضع وانز گورٹ اریشز اور بویرز سے چند سو گز مشرق کی طرف۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غنیم سرسری طور پر نواح کرائسلز کے سب سے بڑے موقع سے ۲۰۰۰ گز کے فاصلہ تک آگے بڑھ آیا ہے۔

پیرس پر توپخانہ کی گولہ باری لنڈن ۲۳ مارچ پیرس میں سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ غنیم پیرس کے مضافات پر فاصلہ دراز سے ۲۴۰ ملی میٹر (قریبًا ۱۰ انچ) دہانہ کی توپ سے پھٹنے والے گولوں سے آتشباری کر رہا ہے۔ اور ہر پندرہ منٹ کے بعد گولہ باری کرتا ہے۔ ۱۲ اشخاص ہلاک اور ۱۵ مجروح ہوئے ہیں۔ جوابی تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں۔

۲۴ مارچ۔ اب تک فاصلہ دراز سے پیرس پر گولوں کی آتشباری ہونے کی کچھ تشریح نہیں کی گئی۔ جو ایک راز سربستہ ہے کیونکہ میدان جنگ کا قریب ترین حصہ عام طور پر وہاں سے ۶۰ میل دور خیال کیا جاتا ہے۔

جرمنوں کی پر اسرار توپ لنڈن ۲۴ مارچ۔ پیرس کا تار مظہر ہے کہ اب تک پیرس پر ۲۴ گولے پھینکے گئے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ ان گولوں کی ساخت ہی اس قسم کی ہے کہ وہ توپ کے دہانہ سے نکلنے کے بعد خود بخود تیز رفتاری اختیار کر لیتے ہیں۔ بعض کی رائے ہے کہ کسی قسم کی بہت زیادہ طاقتور بارود استعمال کی گئی ہے۔ جو آج تک دیکھنے میں نہ آئی تھی۔ (باقی خبروں کیلئے دیکھو صفحہ ۲ کالم ۳)

باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا۔